303

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ244۔اے کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم فی الفور زیر غور لائی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

نوٹ: مجوزہ ترمیم بطور منسلکہ لف ہے۔

304

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر5بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر9بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف و اشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009(مسودہ قانون نمبر29بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی وترقیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010 منظور کیا جائے۔

305

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،8۔جولائی2010

(یوم الخمیس،25۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ

هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

سُوْرَۃُ بنیٓ اسرآئیل آیت 1

وہ(ذات)پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی(خانہ کعبہ)سے مسجد اقصیٰ(یعنی بیت المقدس)تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی(قدرت کی)نشانیاں دکھائیں۔بے شک وہ سننے والا(اور)دیکھنے والا ہے(1)

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ہر زمانے کی آپ ہیں رحمت
ہر زمانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
اک پل میں ہزاروں عالم ہیں
آنا جانا میرے حضور ﷺ کا ہے
حشر میں ان کے ساتھ اُٹھے گا
جو دیوانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ذکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضور ﷺ کا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پانی کے حوالے سے سندھ حکومت کے ساتھ ہونے والی میٹنگ میں پنجاب حکومت کے مؤقف کی وضاحت

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ صوبہ پنجاب کا ایک انتہائی اہم معاملہ ہے کہ ہمارے صوبہ میں پانی کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ ہماری ایک سی جے لنک کینال ہے جو ہمیں تربیلا سے پانی دیتی ہے اور پورے جنوبی پنجاب مظفر گڑھ، ملتان، لودھراں، وہاڑی، بہاولپور کے علاقوں کو تقریباً 30 لاکھ ایکڑ اراضی کے لئے یہ محیط ہے اور ان علاقوں کو سی جے لنک سے پانی ملتا ہے ہم نے 23۔ فروری سے یہ گزارش کی تھی کہ اس نہر کا پانی کھولا جائے لیکن ایک ادارہ جو ارسا ہے اس نے ہمارے ساتھ مکمل زیادتی کی اور 23۔ فروری سے پرسوں تک اس نہر کو بند رکھا گیا جو کہ ہمارے صوبہ کے ساتھ زیادتی ہے اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے ارسا جو کہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں سیاست بالکل نہیں ہونی چاہئے اور ایک آزاد ادارہ ہونا چاہئے۔ بدقسمتی سے وہاں پر مکمل سیاست ہو رہی ہے جس کی وجہ سے صوبوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم نے ارسا سے 13 ہزار کیوسک پانی مانگا تھا وہ بھی ہمیں پورا نہیں دیا گیا بلکہ 10 ہزار کیوسک دیا گیا ہے۔ اس بارے میں وزیر اعظم صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وفاق کا نمائندہ پچھلی دفعہ سندھ سے تھا اور اب وہ خود استعفیٰ دے گیا ہے اور اللہ کے فضل سے وہ ہماری جان چھوڑ گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جو آج ہاؤس میں موجود ہیں، میں گزارش کروں گا کہ

وزیراعظم صاحب سے یہ گزارش کی جائے کہ اب جو ارسا میں وفاق کا نمائندہ مقرر کیا جاتا ہے وہ ایک ایسا شخص ہونا چاہئے کہ جس پر چاروں صوبوں کو اعتماد ہو یا وہ اسلام آباد کا ہو یا وہ آزاد کشمیر کا ہو اگر وہ کسی صوبہ کا ہو گا تو پھر یہ نفرتیں بڑھیں گی۔

جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں این ایف سی ایوارڈ کی طرح، جس طرح پنجاب اور باقی صوبوں نے مل کر consensus کیا اسی طرح اس مسئلے کو بھی حل کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں محبتیں بڑھیں اور ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کا حصہ لیں لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہمارا حصہ کوئی نہ لے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا حصہ کوئی لے گا تو یہ ہماری کمزوری ہو گی۔ میرے اپوزیشن کے بھائی لغاری صاحب اکثر اس معاملے میں گلہ کرتے رہتے ہیں کہ آپ اس معاملے میں نرم رویہ رکھتے ہیں۔ میں ان سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس نرم رویہ کی وجہ ہرگز یہ نہیں کہ ہم اپنے حق سے محروم ہو جائیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں محبتیں بڑھیں، صوبوں میں جو نفرت پھیل رہی تھی اس کو روکنے کے لئے پنجاب نے کچھ عرصہ یہ قربانی دی لیکن اب ہم مجبور ہو گئے ہیں اور انشاءاللہ سی جے لنک کینال اب کھلی رہے گی اور اس کو بند نہیں ہونے دیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ ایک ایسا issue ہے، اگر جناب کی اجازت ہو تو کچھ منٹ میں اس معزز ایوان کے لینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر آبپاشی کے وزیر صاحب ان کا ماہرین عملہ اور میں ہم سب حکومت سے ملنے سندھ گئے تھے اور اسی issue پر بات کرنے گئے تھے جو ارسا میں ہمارے لئے دقتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ ارسا کو بالکل imbalanced کر دیا گیا ہے اس لئے میں وزیر صاحب کی تائید کروں گا کہ اسے سیاسی اکھاڑہ نہیں بنانا چاہئے۔ ایک معاہدہ موجود ہے جو 1960 میں طے پایا تھا اس کے مطابق دریاؤں کے پانی کو چلانا ہے۔ آپ کو یہ علم ہو گا کیونکہ آپ خود ایک کاشتکار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب 1960 میں

پنجاب کے تین دریا راوی، بیاس اور ستلج ہندوستان کو دے دیئے گئے تھے اس وقت اس علاقے کو جس کی سیر ابی یہ تین دریا کرتے تھے پانی پہنچانے کے لئے link canals کا network بچھایا گیا تھا۔ چناب اور جہلم سے پانی لے کر سنٹرل اور South Punjab کے لئے اور پھر دریائے سندھ سے پانی لے کر بذریعہ ٹی پی لنک اور چشمہ جہلم لنک ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے کچھ حصے کو پانی پہنچانے کے لئے یہ لنک کینال بنائی گئی تھی اور یہ 1991 کے Water Accord میں بھی موجود ہے۔ صوبوں کا share بھی اس میں موجود ہے اور ان link canals میں کتنا پانی جائے گا صوبے کے indents کے مطابق جائے گا اور یہ معاہدے میں بھی موجود ہے۔ کہیں بھی پنجاب نے اپنے share سے زیادہ پانی نہیں لیا وہ بلکہ ہمیشہ ناجائز جیسے سرائیکی میں کہتے ہیں کہ "دھاڑ فریاد کر کے" پنجاب کا حصہ لے جاتے ہیں اور پنجاب کو کبھی بھی ایک ہزار کیوسک زیادہ پانی نہیں دیا گیا۔ ہم جب سندھ میں ان کے ساتھ بیٹھے تھے تو میں نے ان سے یہ طے کیا تھا وزیر موصوف اس چیز کی گواہی دیں گے کہ آپ کے صوبہ میں جو جغرافیائی حالات ہیں ان کے مطابق پچیس دن سے ایک مہینہ تک پہلے کاشتیں شروع ہو جاتی ہیں اور پھر برداشت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ ہم ایک مہینہ بعد اس کی کاشتیں شروع کرتے ہیں لہذا ہمارا کوئی ٹکراؤ نہیں ہونا چاہئے۔ جب آپ کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت ہمیں اتنی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو پھر آپ کو ضرورت نہیں ہوتی۔ اس پر ان کے وزیر، ان کی ٹیکنیکل ٹیم اور پھر ہم سارے مل کر وزیر اعلیٰ سندھ کے پاس گئے تھے انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ ان کے اپنے الفاظ تھے کہ ہمیں اس فارمولے کے متعلق پہلے کسی نے کہا ہی نہیں۔ جو میں نے وہاں suggest کیا تھا، انہوں نے وہ approve کیا تھا۔ اب جو یہ معاملہ اٹھ رہا ہے جس پر اتنا ہنگامہ کیا جا رہا ہے کہ دو ممبر مستعفی ہو گئے ہیں۔ آخر یہ کیوں مستعفی ہو گئے ہیں کہ پنجاب نے اپنا indented share مانگا ہے اور اس معاہدے میں یہ بات موجود ہے کہ تربیلا سے چاہے منگلا سے جس سسٹم سے یہ صوبہ چاہے پانی لے سکتا ہے۔ ہم نے 13 ہزار کیوسک demand کیا تھا، indent کیا تھا لیکن ہمیں 13 ہزار کیوسک نہیں دیا گیا صرف 10 ہزار کیوسک دیا گیا۔ اس پر اگر وہ مستعفی ہو جاتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے۔ پنجاب نے اپنے share سے زیادہ نہیں مانگا، اپنے share کے اندر رہتے ہوئے فصل کے مطابق مانگا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی معلومات کے لئے یہ عرض کروں گا کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہو گا کہ جنوبی پنجاب جو کہ ان link canals کے اوپر dependent ہے اور سارے پاکستان کی کاٹن کی بنیاد اسی علاقے پر ہے، 30لاکھ ایکڑ سی جے لنک کینال سے سیراب ہوتا ہے۔ میں آپ کو اضلاع بھی گن دیتا ہوں جھنگ، مظفر گڑھ، ملتان، لودھراں، وہاڑی اور بہاولپور اور اسی طرح ٹی پی لنک کینال سے رحیم یار خان کا سارا ضلع، بہاولپور کا کچھ حصہ 15لاکھ ایکڑ اس سے سیراب ہوتا ہے۔ یعنی 45لاکھ ایکڑ رقبے کو یہ ویران کرنا چاہتے ہیں جو so called IRSA کے ممبران ہیں اور ارسا کو اس طرح سے load کیا گیا ہے کہ پنجاب وہاں تنہارہ جاتا ہے۔ اس کو سیاسی اکھاڑہ کیوں بنایا گیا ہے؟ Membership اس طرح سے ہونی چاہئے تھی کہ اس میں Technicians ہوں اور مرکز کا جو نمائندہ ہوتا ہے اسے تو انصاف کرنا چاہئے وہ کیوں کسی صوبے کے ساتھ ہمدردی کرنے لگ پڑتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے یہ issue وزیراعظم تک پہنچایا تھا اور ہم نے متعلقہ وزیر صاحب سے بھی یہ درخواست کی تھی کہ آپ کے چونکہ وزیر ہونے کے علاوہ پارٹی کے مراسم بھی ہیں تو ان کو آگاہ کیا جائے کہ مرکز کا ارسا میں جو نمائندہ ہو وہ بالکل neutral ہونا چاہئے۔ وہ ماہرین میں سے لے لیں، ریٹائرڈ چیئرمین واپڈا موجود ہیں اور اسی طرح وغیرہ وغیرہ لیکن وہ جانبدار نہیں ہونے چاہئیں۔ آج تک اسی طرح سے چلتا جارہا ہے اور اگر سی جے لنک کینال اور ٹی پی لنک کینال سے کوئی چھیڑ چھاڑ کی گئی تو پنجاب کے 45لاکھ ایکڑ خطرے میں پڑ جائیں گے۔ باقی links تو ہم اپنے دریاؤں سے چلا رہے ہیں، جہلم اور چناب سے چلا رہے ہیں اس میں تو ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا وہ links صرف سنٹرل پنجاب کو سیراب کر رہی ہیں اور یہ کوئی بارہ چودہ links ہیں۔ یہ دو links ہیں جو جنوبی پنجاب کو جا کر سیراب کرتی ہیں اور انہی کے ساتھ وہ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں۔ خود وزیراعظم کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے، ان کو خود یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا نقصان ہو گا اور یہ نقصان صرف پنجاب کا نہیں بلکہ پاکستان کا ہو گا۔ 45لاکھ ایکڑ کاٹن کا ایریا ہے، اگر یہ خوانخواستہ ویران ہو جاتا ہے تو پاکستان کا نقصان ہو گا۔ یہ کیا سوچ رہے ہیں؟ جب سندھ کے ممبران ارسا اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ پنجاب شاید اپنے share سے زیادہ مانگ رہا ہے۔ کسی دور میں، کسی سیزن میں پنجاب نے اپنے حصہ سے زیادہ نہیں مانگا۔ اپنا حصہ مانگا ہے اور بروقت مانگا ہے تاکہ ہمارے کاشتکار وقت پر کاشت کر سکیں۔ آپ جانتے ہیں، آپ

خود کاشتکار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اگر کاشت میں دیر ہوتی ہے تو پیداوار میں فرق پڑتا ہے اسی لئے توہم چیختے ہیں کہ ہمیں بروقت اپنا share دیا جائے۔ اس کو اب سیاسی issue بنا دیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے بھی اپیل کروں گا کہ اس کو ہر جگہ highlight کریں اور اپنے اپنے حلقوں میں بھی اس کو highlight کریں۔ پنجاب صرف اپنا حق مانگ رہا ہے اور کسی کا حق نہیں مانگ رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم چاہتے ہیں کہ وہ بالکل اپنا حق لیں، کبھی ہم نے سندھ کا حق نہیں چھینا اور کبھی ہم نے سرحد یا بلوچستان کا حق نہیں مانگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپنا حق ضرور لیں لیکن ہمارا حق ہم سے نہ چھینیں اور اگر اس طرح سے ان کے رویے رہے کہ یہ استعفوں پر آجاتے ہیں تو اس طرح صوبوں کے درمیان نفرتیں پھیلیں گی، محبتیں نہیں بڑھیں گی، مارشل لاء کے ڈکٹیٹر نے تو نفرتیں بڑھائی تھیں اور منتخب حکومت کیوں صوبوں کے درمیان نفرتیں پیدا کر رہی ہے؟ مجھے اس چیز کا دکھ ہوتا ہے۔ پرویز مشرف پر تو ہمارا کوئی زور نہیں تھا ہم اس کے دور میں بھی چیختے رہے، پکارتے رہے لیکن وہ تو خیر ایک ڈکٹیٹر تھا اور اس کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون بن جاتا تھا۔ اب تو منتخب وزیراعظم ہے، منتخب صدر ہے ایک کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور صدر کا تعلق سندھ سے ہے۔ دونوں کو پنجاب کے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کرنا چاہئے کہ ہمارا حق کیوں مارا جاتا ہے؟ ہم اپنا حق مانگتے ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اپوزیشن والوں کا بھی حق ہے۔ ان کو بھی بولنے دیں۔ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ آپ کا ساتھ دیتے ہیں یا آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج راجہ ریاض صاحب، سردار ذوالفقار علی خان صاحب، وزیراعلیٰ اور حکومت کا نہایت شکرگزار ہوں کہ وہ بات جو میں پچھلے ایک سال سے منت سماجت کر کے کہہ رہا تھا اسے سنا گیا ہے۔ پہلے تو مجھے غدار کہہ کر اور پتا نہیں کیا کیا القاب دے کر چپ کروا دیا جاتا تھا لیکن آج میری ہی بات کی تائید کی جا رہی ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مانا کہ یہ ایک issue

ہے اس پر ہمیں پہلے سے ایک لائحہ عمل بنانا چاہئے تھا۔ 1991 کا Water Accord کہتا ہے کہ صوبہ اپنے حصے کا پانی جہاں سے مرضی لے، ہمیں دریائے سندھ، تربیلا leg میں سے پانی نہیں دیا جاتا تھا جس وجہ سے یہ چشمہ جہلم لنک کینال بند ہوئی۔ جب فروری میں یہ بات ہوئی تھی تو سردار صاحب اور منسٹر صاحب سندھ گئے تھے اور واپس آ کر کہا تھا کہ اس بارے میں بتائیں گے کہ کیا ہو گا تو جب راجہ ریاض صاحب floor پر کہہ رہے تھے کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند نہیں ہو گی اس وقت ایک ہفتے کے لئے اس میں پانچ ہزار کیوسک پانی چھوڑا گیا تھا لیکن at the very same time سیکرٹری اریگیشن پنجاب اور سیکرٹری اریگیشن سندھ نے یہاں بیٹھ کر اعلان کیا تھا کہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر رہے ہیں۔ میں بہت عرصے سے یہ چیز گزارش کر رہا ہوں اور اگر ہم آئین کو بھی دیکھیں تو اس کے آرٹیکل 155 میں بڑا واضح ہے کہ:

Complaints as to interference with water supplies

آرٹیکل 155 of Constitution ہمارے Constitution frame کرنے والوں نے اسی چیز کے لئے رکھا تھا کہ اگر پانی کی تقسیم میں کوئی شکایت ہے تو اسے Council of Common Interests میں اٹھایا جائے۔ میں نے یہاں اسمبلی کے floor پر بارہا یہ بات کی کہ خدارا اس پر کوئی stand لیا جائے۔ بجائے اس کے کہ ہم سخت باتیں کر کے کسی کی دلآزاری کر کے بات آگے بڑھائیں ہم قانون اور طریقے کے ساتھ اپنی بات کو آگے لے کر چلیں۔ ہم نے پچھلے سال بجٹ تقریر میں ارسا کی re-composition کی بات کی تھی کہ ارسا کی composition صحیح نہیں ہے۔ پاکستان کا پانی ہم سب کا پانی ہے۔ یہ سندھ کا پانی ہے پنجاب کا اور نہ کسی اور کا ہے بلکہ یہ سب کا پانی ہے۔ آج اس increase پر لوگوں نے احتجاجاً استعفے دیئے ہیں۔ ہمیں ایک لاکھ 52 کیوسک مل رہا ہے اور سندھ والوں کو ابھی بھی تقریباً دو لاکھ کیوسک مل رہا ہے۔ ہمارا علاقہ سندھ کے cultivatable علاقہ سے زیادہ ہے لیکن ہمیں پانی کم مل رہا ہے۔ اس وقت پانی سب سے قیمتی وسیلہ ہے لیکن ہم اس محدود وسیلے کا بہتر استعمال کریں، اس کا efficient استعمال کریں۔ جہاں ملک کا فائدہ ہو وہاں اسے استعمال کریں اور خدارا ہم اس provincialism میں نہ پڑیں، اس میں ہم پارٹی lines میں نہ پڑیں بلکہ ہم ان سب چیزوں سے بالاتر ہو کر پاکستان کی بات کریں کہ پاکستان کا کس میں فائدہ ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ appropriate forum ہے یا نہیں لیکن بلوچستان اور سندھ کے اندر بھی یہ issue چلا ہوا ہے۔ پچھلے

سال سندھ اور بلوچستان کے پانی کی تقسیم پر یہی issue تھا، سردار رستم خان جمالی کی اللہ مغفرت کرے وہ میرا کلاس فیلو تھا، میرا دوست تھا اس نے کہا تھا کہ ہم یہ نہر بند کر دیں گے اور آج بلوچستان کا اریگیشن منسٹر کہہ رہا ہے کہ ہمیں بھیک نہیں چاہئے بلکہ ہمارا 2400 کیوسک حصہ بنتا ہے اور ہمیں 2400 کیوسک ہی دیا جائے لیکن ان کو پانی کم مل رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ اس میں کوئی confrontation کی جائے ہم سب مل کر، اس میں کوئی حکومت ہے نہ اپوزیشن بلکہ ہم سب مل کر اپنے ان بھائیوں کی اس بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور کریں۔ پنجاب نے چشمہ جہلم لنک کینال پر ایک پاور پراجیکٹ announce کیا تھا جس پر سندھ والوں نے اعتراض کیا تھا۔ میں اسی وقت House میں out of turn ایک قرارداد لایا تھا اور وہ پاس ہوئی and the Law Minister was very kind کہ انہوں نے وہ قرارداد out of turn لینے کی کوشش کی۔ میں نے اس وقت منت کی تھی کہ جو misgivings ہیں انہیں دور کیا جائے۔ جب کمیونیکیشن نہیں ہوتی تو خلیج بڑھتی ہے۔ Misunderstanding اس وقت ہوتی ہے جب بات چیت کا سلسلہ ختم ہوتا ہے Human nature ہے we are worried of the unknown ہمیں جس چیز کا پتا نہیں اس بارے میں ہمارے تحفظات ہوں گے اور ہم اس سے ڈریں گے۔ چشمہ جہلم لنک کینال والا issue بہت ہی اہم ہے جیسے سردار صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ساتھ سارے جنوبی پنجاب کا معاملہ چلتا ہے۔ یہ وہ نہری نظام ہے جو 1929 میں نواب آف بہاولپور نے ریاست بہاولپور کے لئے بنایا تھا اور 1929 کا Try Pay type کا بیکانیر، برٹش انڈیا اور ریاست بہاولپور کا agreement ہوا تھا۔ یہ نہری نظام اس کو پانی دینے کے لئے جا رہا ہے۔ سکھر بیراج تو بعد میں بنا ہے۔ ہمارے reservoirs جو Indus Water Treaty کے نتیجے میں بنے ہیں ان میں پہلا حق ان علاقوں کا ہے جن کے پاس پہلے پانی آتا تھا۔ ان علاقوں کا پہلے استحقاق ہے، ان کی سالانہ نہروں کو پانی جانے کی ضرورت ہے لیکن آج ان کی ششماہی نہروں کو چھ مہینے بھی پانی نہیں مل رہا۔ چشمہ جہلم لنک کینال تقریباً پچھلے نو ماہ سے بند تھی، درمیان میں صرف ایک ہفتہ چلی ہے۔ اس علاقے کے بارے میں سوچیں جو ہمارا prime cotton growing area ہے۔ کاٹن جو ہماری اکانومی کی back bone ہے ہم اس سے 60 to 70 percent foreign exchange earn کرتے ہیں۔ میں تو پہلے بھی منت کرتا رہا تھا کہ ہم اس issue کو Council of Common Interests میں اٹھائیں لیکن

شاید اپوزیشن سمجھ کر کہا گیا کہ یہ اپوزیشن ہے اس لئے ان کی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔میں نہایت شکر گزار ہوں کہ اب ہم نے اسے serious لیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سب کے مشترکہ اور پنجاب کے حق کی بات ہے اور یہ سننی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جھ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم جھ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر آپ ان کو floor دے چکے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بات کر لیں۔میں ان سے کہتا ہوں کہ انتظار کر لیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔میں چاہتا تھا کہ آپ کی وساطت سے تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔یہاں اپوزیشن بنچوں سے صوبائی حقوق کی بات کی جارہی ہے اور سب ایک ہیں وغیرہ وغیرہ بہت اچھی ترغیب دی جارہی ہے لیکن پانچ سال یہ ترغیب کہاں گئی جب پرویز مشرف کا دور تھا اور پنجاب کے حقوق مارے جارہے تھے؟ ریکارڈ کو درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: رہنے دیں۔مہربانی۔جی، جھ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جھ): شکریہ۔جناب سپیکر! یقیناً میں بھی آج وزیر آبپاشی کا شکر گزار ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔یہ اتنا اہم issue ہے کہ اگر اس پر توجہ نہ دی گئی تو میرا علاقہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی شکر گزار ہوں ، میں نے پچھلے اجلاس میں ان سے استدعا کی اور کہا کہ یہ ایک اہم issue ہے آپ اس پر ایک briefing لیں تو انہوں نے مہربانی کر کے ایک میٹنگ arrange کروائی جس میں سیکرٹری اریگیشن نے ہمیں briefing دی اور اس کمیٹی کی سربراہی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے کی۔ہماری بدقسمتی کی داستان وہاں سے شروع ہوتی ہے جب ایک آمر نے ہمارا دریا بیچا۔جب یہ دریا بیچا گیا اور اس وقت

national level پر ایک تصفیہ ہوا اس کے مطابق میرا علاقہ جس میں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے باقی اضلاع کا کچھ حصہ شامل ہے وہ سارا علاقہ تربیلا ڈیم پر آیا۔اس فیصلے کے تحت ہمارے علاقے کو تربیلا ڈیم سے پانی ملنا تھا جس وجہ سے یہ سی جے لنک کینال بنائی گئی اور اس نہر کی وجہ سے تربیلا سے ہمارے علاقے کو پانی پہنچتا تھا۔بد قسمتی سے پچھلے دور حکومت میں ارسا کے setup میں وفاقی نمائندہ مستقل سندھ کو دے دیا گیا۔پچھلے سال سے ہمارے ساتھ ارسا نے زیادتی کا آغاز کیا، جہاں تک مجھے information ہے اس کے مطابق اس سال سب سے پہلے ارسا میں بلوچستان کے نمائندے نے پنجاب کی حمایت کی تو اسے pressurize کر کے چھٹی پر بھیج دیا گیا۔اس کے بعد فرنٹیئر کا نمائندہ جو ارسا کا چیئرمین تھا اس نے ایک میٹنگ میں پنجاب کے موقف کی تائید کی تو اسے بھی pressurize کر کے اس سے بھی resign لے لیا گیا۔ انتہائی سیاسی انداز سے ہماری حق تلفی کی جا رہی ہے۔میں ایک اور بات کا انکشاف کروں گا کہ جب ارسا میں پانی کی تقسیم کا مسئلہ آتا ہے تو چونکہ ارسا میں دو مستقل نمائندے صوبہ سندھ سے ہیں وہ اپنی اکثریت کی وجہ سے پانی کی تقسیم میں اس طریقے سے ڈنڈی مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سندھ میں 50 فیصد پانی ضائع ہو جاتا ہے اور اس کی seepage ہو جاتی ہے اور وہ وہاں 50 فیصد cut لگا دیتے ہیں جبکہ پنجاب کے باقی دریاؤں میں وہ کہتے ہیں کہ 20 سے 25 فیصد سے زیادہ پانی کی seepage نہیں ہوتی۔تو محترم یہ انتہائی اہم issue ہے۔میرا علاقہ پانی کی شدید قلت میں مبتلا ہے، میں خدا کی قسم! اٹھا کر کہتا ہوں کہ میرے علاقے میں آدھے سے زیادہ رقبے بنجر اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔میرے علاقے کی مستقل نہریں مستقل طور پر وارا بندی میں ہیں بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب شدید بحران آتا ہے تو میرے علاقے کی نہریں دو ہفتے بند رہتی ہیں اور ایک ہفتہ چلتی ہیں۔ بہر صورت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس issue کو جناب وزیراعظم کے level پر ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب discuss کریں اور اس کو سیاست سے ہٹ کر دیکھا جائے۔جیسا کہ ابھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ merit کی بنیادوں پر اس issue کو settle کیا جائے۔ہم تو اپنا حق مانگتے ہیں۔ہم کسی سے کسی کا حق مانگتے ہیں اور نہ چھینتے ہیں۔C.J link canal کے اوپر ہمارا جو استحقاق ہے، یہ on record ہے اگر اس پر عمل نہ ہوا تو میرا علاقہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، آپ ایسی بات نہ کریں۔جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں وزیر آبپاشی ،راجہ ریاض صاحب، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس issueکے موقع پر وہ بھی ہاؤس میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر:وہ تو اکثر موجود رہتے ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے بزرگ اعجاز احمد ججہ صاحب کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ابھی راجہ ریاض صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے بھی اس حوالے سے اظہار خیال فرمایا ہے۔ہمارے علاقے کی 45لاکھ ایکڑ زمین اس سی جے لنک کینال سے سیراب ہوتی ہے۔ آپ یقین مانیں، میں حلفاً یہ بات عرض کرتا ہوں کہ ہماری tail endsکے علاقے میں رہنے والے لوگ وہاں سے migrateہو رہے ہیں کیونکہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے ان کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔پانی ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ہم پورے پنجاب کے لوگ وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات کا اعتماد دلاتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ پر ہم ان کے ساتھ ہیں۔میں کہوں گا کہ اب اگلی جنگ پانی کے لئے ہوگی کیونکہ پانی ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب!ہم آپ کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ پورا پنجاب آپ کے ساتھ ہے۔وزیر آبپاشی صاحب!پورا پنجاب آپ کے ساتھ ہے۔ہم آپ کو اس بات کا اعتماد دلاتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ پر ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔آپ ہمیں ہمارا حق لے کر دیں اور اس کے لئے standلیا جائے۔

جناب سپیکر!آج چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس میں موجود ہیں تو میں آپ کی اجازت سےWater Allowance کے مسئلہ پر بھی بات کروں گا۔ہمارے ضلع بہاولنگر کاWater Allowance 3.6 percent ہے جبکہ ساتھ والے اضلاع میں جہاں پر بااثر سیاست دان تھے ان کاWater Allowance بہت زیادہ ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر پانی کی منصفانہ تقسیم کرنی ہے تو پھر ہمیں پورے پنجاب کےWater Allowanceپر بھی از سر نو غور کرنا ہوگا۔دوبارہ بیٹھ کر اس کو studyکیا جائے۔آپ بہاولپور،رحیم یار خان اور مظفر گڑھ کی tailsکو دیکھ لیں وہاں پانی بالکل نہیں پہنچ رہا۔آپ ہمیں کچھ نہ دیں،ہمیں ترقیاتی سکیمیں نہیں چاہئیں۔آپ ہمیں صرف ہمارے حصے کا پانی

لے دیں۔وزیر اعلیٰ صاحب!یہ آپ کا ہم پر احسان ہو گا۔ہماری آنے والی نسلوں پر احسان ہو گا۔میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر اگلے چھ مہینے یا ایک سال میں ہمیں ہمارا حق نہ ملا تو جنوبی پنجاب کا پورا علاقہ بنجر ہو جائے گا۔بہت شکریہ۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے House کے علم میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں۔یہ حقیقت ہے کہ تربیلا سے ہمیں پانی نہیں دیا گیا اور ہم نے 23۔فروری کو اس سیزن کے لئے پہلی request کی تھی۔یہاں میں تھوڑی سی وضاحت کرتا چلوں۔ہم نے منگلا سے پانی حاصل کر کے کسانوں کو دیا ہے جو کہ ایک مشکل کام تھا۔ہم پورا پانی تو نہیں دے سکے لیکن ہم نے منگلا سے ان علاقوں کے لئے پانی دیا ہے اور وہاں جو پانی کی شدید کمی آنی تھی وہ نہیں آنے دی۔ہم نے قربانی دی اور منگلا سے پانی لے جا کر ان علاقوں کو مہیا کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ فصل متاثر نہ ہو۔اب بھی ہماری کوشش ہے کہ تمام جنوبی پنجاب اور ساؤتھ کے اضلاع کو زیادہ سے زیادہ پانی دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج ایک انتہائی اہم موضوع پر اس معزز ایوان کے معزز ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا۔میں سینئر وزیر راجہ ریاض احمد صاحب،سینئر مشیر ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب،محسن لغاری صاحب اور دوسرے تمام ممبران کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس issue پر بہت شاندار اور عرق ریزی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے اس بحث کو سمیٹنا چاہوں گا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ جس آمر نے پاکستان کے دریاؤں کا پانی بیچا وہ تو اپنی قبر میں جا چکا ہے لیکن پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کے کسان اس انتہائی غلط فیصلے کی وجہ سے آج تک نقصان اٹھا رہے ہیں۔بہر کیف یہاں پر جو حقائق بتائے گئے ہیں میں ان کو repeat نہیں کروں گا،ماسوائے اس بات کے کہ C.J.Link Canal بھی اسی نظام کا حصہ ہے۔جب دریاؤں کے پانی کو بیچا گیا تو as a consequence of that Indus Treaty طے پائی اور اس کے نتیجہ میں یہ سارے نظام کا جال بچھایا گیا۔1991 میں چاروں صوبوں کے

درمیان جوWater Accord طے پایا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا میاں محمد نواز شریف صاحب کے سر جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے اپنے دور میں افہام و تفہیم کے ساتھ 1991کاWater Accord sign کیا اور آج تک وہ دستاویز اس ملک کے اندر صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے حوالے سے ایک ایسا document ہے کہ جس پر کسی صوبے کو اختلاف نہیں ہے۔ پنجاب بھی اسی حوالے سے اپنے حق کے پانی کیdemand کرتا ہے۔ ہم نے آج تک کسی اور صوبے کے پانی پر اپنا حق جتلایا ہے اور نہ ہی ہم جتلانا چاہتے ہیں۔ ابھی NFC Award signہوا ہے جس پر میں اس ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ فراخ دلی کے ساتھ ہم نے اپنا حق کاٹ کر باقی صوبوں کے حوالے کیا تاکہ NFC Award signed ہو جائے اور جمہوری دور کو اس بات کا credit دیا جاسکے کیونکہ آمریت کے دس سالہ دور میں تو NFC Award پرsign نہیں ہو سکے۔ اس حکومت اور وزیر اعظم کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا کہ وہ فراخ دلی کے ساتھ، بھائی چارے کے ساتھ اور صادق جذبوں کے ساتھ اتفاق رائے سے اس NFC Award پر sign کریں، اس وجہ سے پورے پاکستان میں محبت کا پیغام پھیلا ہے۔ خیبر پختون خواہ، سندھ اور بلوچستان نے کھل کر اس بات کی تائید کی ہے اور جہاں پر اس کا credit وزیر اعظم صاحب، سابق وزیر خزانہ اور وفاقی حکومت کو دیا گیا وہاں پر پنجاب حکومت، پنجاب کے اس ایوان اور 9 کروڑ عوام کو بھی اس بات کاcredit دیا گیا۔

جناب سپیکر! پانی زندگی ہے، حیات ہے۔ پانی چاروں صوبوں کے لئے اور صوبہ پنجاب کے لئے بہت ناگزیر ہے۔ صوبہ پنجاب میں گندم، چاول اور دوسری اجناس نہ صرف پاکستان کے لئے پیدا کی جاتی ہیں بلکہ جب بھی ہمارے پاسbumper crop ہوتی ہے تو اسے دوسرے ممالک کو بھجوا کر زرمبادلہ بھی کمایا جاتا ہے، یہ زرمبادلہ کا باعث بنتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی نعمت دی ہے کہ جتنا بھی اس کا شکر ادا کر سکیں اور پنجاب کے کسان کو جتنی بھی ہم ستائش اور مبارکباد پیش کر سکیں کم ہے لیکن آپ جتنی مرضی کھاد ڈال لیں، جتنی مرضی مشینیں لے آئیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہم نے پچھلے دو سال میں کسانوں کو 4۔ارب روپے کی subsidy دے کر

انہیں ہزاروں کی تعداد میں سستے ٹریکٹر مہیا کئے، ہم نے انہیں equipments مہیا کئے مگر جب پانی نہیں ہو گا تو ہم نے جو اہداف مقرر کر رکھے ہیں وہ پورے نہیں ہو سکتے اور ملک میں غلے کی demand پوری نہیں ہو سکتی لہٰذا جہاں پر پنجاب نے ہر مرحلہ پر فراخ دلی کا ثبوت دیا اور کسی کے اوپر کوئی احسان بھی نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بڑا بھائی کہا جاتا ہے تو بڑا بھائی نہیں بلکہ بھائی بن کر ہم نے پاکستان کی قومی یکجہتی اور قومی وحدت کے لئے اپنا فرض ادا کیا بلکہ اگر قومی اور ملی وحدت کو مضبوط کرنے کے لئے اگر اس سے اور بھی آگے بڑھ کر ہمیں قربانی دینی پڑے گی تو ہم وہ قربانی بھی دیں گے لیکن پانی کے اوپر بالکل کوئی سمجھوتا نہیں ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کے کسان کے حق کو protect کرنا میرا اور اس معزز ایوان کا پورا فرض ہے اور میں یہاں پر بڑے ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم لغاری صاحب میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں انہوں نے بڑی اچھی باتیں کہیں وہ جتنا چاہیں credit لیں ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں لیکن پاکستان خدانخواستہ کسی نئے حادثے، کسی نئے سانحے اور کسی نئی tension کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم نے NFC Award کو جس spirit سے achieve کیا وہ قومی تاریخ کا ایک شاندار باب بن چکا ہے۔ آپ دیکھئے کہ بلوچستان، سندھ، خیبر پختون خواہ کے وزرائے اعلیٰ اور میں، ہم چاروں وزرائے اعلیٰ مینار پاکستان کے سائے تلے گئے اور پاکستان کی عظمت و بڑائی کے لئے ہم چاروں بھائیوں نے ہاتھ اٹھائے، ہم چاہتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ کو اسی spirit سے حل کیا جائے۔ جناب قائم علی شاہ صاحب وزیراعلیٰ سندھ جو میرے بڑے بھائی اور انتہائی قابل احترام ہیں میں نے ان سے بات کی اور میں نے اس کے نتیجے میں جناب سینئر ایڈوازر وزیراعلیٰ پنجاب اور سینئر منسٹر پنجاب کو وہاں پر بھجوایا ان سے میٹنگ ہوئی اور انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم انشاء اللہ آپ کے حقوق کی پاسداری کریں گے اور آپ ہمارے حقوق کی پاسداری کریں تو میں نے انہیں اس پاسداری کی guarantee دی۔ جناب لغاری صاحب حقیقت کی بات کر رہے تھے کہ CJ Link Canal کو بند کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ایک معاملے کو حل کرنا ہوتا ہے تو پتھر اٹھا کر اس معاملے کو حل کریں یا آپ پھولوں کی بارش سے اور اچھے طریقے سے اس کو حل کریں۔ ہم نے جس طرح NFC Award کو achieve کیا ہم اسی طریقے سے پانی کے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے تھے اور آج بھی ہم اس مسئلہ کو

حل کرنے کے خواہاں ہیں۔ میں نے اس مسئلہ پر جناب وزیر اعظم سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بات کی اور انہوں نے مہربانی کر کے وہاں پر meetings بھی بلائیں اور CJ Link Canal کو تھوڑے عرصہ کے لئے بند کیا گیا تاکہ یہ مسئلہ حل کیا جائے لیکن بدقسمتی سے باقی concerned parties نے اپنے وعدے کی پاسداری نہیں کی اور ہم نے اس مسئلہ کو with good gesture حل کرنے کی کوشش کی۔ میں آج اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور جناب سردار صاحب نے اس حوالے سے clarification کی کہ ارسا کی constitution ہم نے نہیں کی وہ ایک آمر نے کی تھی۔ قانون اور آئین کی دھجیاں اڑادی گئیں۔ اور میں یہاں پر کسی کا نام نہیں لوں گا کیونکہ and terms. I am not going to talk in provoke کیونکہ provoke and terms سے بات کرنا اس ملک کے ساتھ زیادتی ہوگی لیکن جس آمر نے وہاں پر membership کو بدل کر آئین، قانون اور انصاف کی دھجیاں اڑائیں اور ارسا چونکہ purely technical institution ہے جہاں پر معاملات technically حل ہوتے ہیں اگر پیچھے پانی زیادہ ہے تو آپ indent دیتے ہیں اور اگر پانی کم ہے تو پھر چاروں صوبے بیٹھ کر اس کو proportionally لیتے ہیں۔ اس آمر نے وہاں پر nomination کی اور وہ nomination اتنی غلط تھی، کاش! اس وقت کی کٹھ پتلی حکومت اس پر آواز اٹھاتی، اس وقت تو کسی نے بات نہیں کی۔ آج ہم جس مسئلہ پر بات کر رہے ہیں اگر لغاری صاحب اس کی تائید کر رہے ہیں تو میں ان کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ایوان کے حقوق کا Custodian ہوں۔ تمام معزز ممبران اپنے اپنے حلقہ کے منتخب نمائندے ہیں، بڑے قابل احترام میرے بھائی اور بہنیں ہیں یہاں پر ایک حوالے سے کل بڑی گفتگو ہوئی۔ میرے انتہائی قابل احترام ممبر اور بھائی شوکت عزیز بھٹی صاحب نے کہا کہ ٹی وی پر خبر آگئی کہ میری Degree جعلی ہے تو اٹھارہ گھنٹے تک خبر چلنے پر میری والدہ کو heart attack ہو گیا اسی طریقے سے میرے بھائی نوابزادہ سید شمس حیدر نے یہاں پر بات کی اور باقی تمام معزز ممبران کی یہاں پر observations انتہائی جائز تھیں ہمیں ان پر بڑے ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میڈیا کسی بھی سوسائٹی کا ایک ایسا ستون ہے جس کی اہمیت کو ہم کم نہیں کر سکتے۔ معزز ممبران نے اپنے اپنے مسائل اور انہیں ذاتی طور پر جو ٹھیس پہنچی اس کا اظہار کیا میں سمجھتا ہوں کہ

ہمارا میڈیا آج جوان ہے، mature ہے، اس میں تجربہ بھی ہے اور آپ میڈیا کی contribution کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس ایوان کی بحالی، جمہوری دور کا دس سال بعد واپس آنا، سیاسی پارٹیوں کی struggle، انہوں نے کوڑے کھائے، جلاوطنیاں کاٹیں اور شہادتیں لیں اس سارے عمل کو میڈیا نے ہی اجاگر کیا اور آگے بڑھایا۔ اس آمر کے دور میں ٹیلیویژن سٹیشن پر پتھر برسائے جاتے تھے، کیمرہ مین پر مکے برسائے جاتے تھے، ٹیلیویژن کیمرے توڑے جاتے تھے اور کالے کوٹوں کی عزت کو تار تار کیا جاتا تھا تو اس زمانے میں جب workers of political parties یہاں پر دن رات struggle کر رہے تھے اور ماریں کھا رہے تھے ان تمام جذبات اور مناظر کو ٹیلیویژن، اخبارات اور پوری دنیا کے میڈیا میں کس نے گھمایا وہ میڈیا تھا لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم یہاں پر اپنے جذبات کا ذکر کرتے ہیں تو یہ کہانی نامکمل ہوگی کہ اگر ہم میڈیا کی efforts کا اقرار نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے میری گزارش ہے کہ کل یہاں پر جو تلخ و شیریں باتیں ہوئیں ہم میڈیا کے ساتھ بیٹھ کر اس پر کوئی ایک ایجنڈا اتیار کر سکتے ہیں اور کسی broad parameter پر کوئی لائحہ عمل طے کر سکتے ہیں۔ میں یہاں پر آپ کو ایک مثال دیتا ہوں اور میں کسی کا نام نہیں لیتا لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پنجاب بنک میں 50۔ ارب روپے کا ڈاکا پڑا۔ (شیم، شیم)

پچھلے سال سستی روٹی پر 5۔ ارب روپیہ خرچ ہوا اور اللہ تعالیٰ اگر مجھے اور اس معزز ایوان کو غریب آدمی کی حالت بدلنے کا موقع دے تو 5۔ ارب روپیہ کیا ہم اس غریب آدمی کی حالت بدلنے کے لئے 50۔ ارب روپیہ بھی لگا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک میڈیا anchor نے اس 5۔ ارب روپے کو 25۔ ارب بنا کر پیش کیا۔ میں اتفاق سے وہ ٹی وی پروگرام خود دیکھ رہا تھا تو میں ہنس دیا اس لئے کہ وہ بات حقائق سے بالکل مختلف تھی۔ آپ نے بعد میں اسی ایوان میں دیکھا کہ بجٹ کے دوران قابل احترام وزیر خزانہ نے سارے facts آپ کے سامنے پیش کئے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارے ستون مل کر ریاست اور state بناتے ہیں۔ آپ اور ہم سب اس ایوان کی عزت اور وقار کے محافظ ہیں۔ جب ہم حزب اختلاف کے طور پر کام کرتے تھے یا سڑکوں اور گلیوں میں پھرتے تھے تو لاٹھیاں برستی تھیں، بہنوں کے آنچل پھٹتے تھے اور بزرگوں کو گھسیٹ کر ویگنوں میں ڈالا جاتا تھا تو یہ میڈیا ہی تھا جو لاہور سے لے کراچی تک اور پشاور سے لندن اور

نیویارک تک تمام تصاویر سامنے لے کر آتا تھا۔ پاکستان کے اندر آمریت جو ظلم ڈھا رہی تھی ان مناظر کو میڈیا ہی پیش کرتا تھا لہذا میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ ہمیں مل بیٹھ کر اس معاملے کو حل کرنا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو میڈیا کے ساتھ مل کر ان معاملات کو طے کرے تاکہ ہم ایک ایسا دیرپا agreement کریں، جہاں پر کسی کو اعتراض ہو وہ بڑے شوق سے بیٹھ کر اس کمیٹی میں اٹھائیں تاکہ معاملات کو ہم بہتر کریں نہ کہ کسی محاذ آرائی میں جائیں جس سے ہم اس ملک کے اہداف اور مسائل سے صرف نظر کر لیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آج پانی کے حوالے سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں خود اس House کی ایک کمیٹی لے کر جناب وزیر اعظم صاحب کے پاس جاؤں گا اور ہم پنجاب کے کروڑوں کسانوں کے حقوق کا ہم تحفظ کریں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ چاہے جنوبی پنجاب کا پانی ہو یا وسطی پنجاب کا، پانی کی ایک بوند بھی انشاء اللہ ہم کسی کی لیں گے اور نہ کسی کو لینے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہوں گا کہ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے میری پہلے والی تجاویز بھی جو بجٹ میں نہیں تھیں ان کو شامل کیا۔ آج میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس جو محدود پانی ہے اس کو بہتر استعمال کرنے کے لئے ہمیں چاہئے کہ laser leveling کو ہر طرف پھیلا دیں۔

جناب سپیکر: آپ علیحدگی میں مل لیں اور ادھر ان سے بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! جناب محسن خان لغاری صاحب دوسری مرتبہ اسمبلی میں آرہے ہیں۔ یہ عادت پکا چکے ہیں کہ floor direct across the بات کرتے ہیں۔ یہ آپ سے مخاطب ہوں، وزیر اعلیٰ پنجاب سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی۔ وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو بات محسن لغاری صاحب نے کی ہے تو Laser Leveling Project اس سال ADP میں شامل ہے۔ اس سال laser leveler پورے پنجاب میں حکومت پنجاب دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھا ہے۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں اس معزز ایوان کی خدمت میں کچھ حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کی وجہ سے ان کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پانی کی کمی کے بارے میں "کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے" جناب وزیر آبپاشی کے اعتراف پر میں مشکور ہوں تو جنوبی پنجاب کا پانی ہو یا وسطی پنجاب کا تو یہ پانی ہماری زندگی اور موت ہے۔ جہاں تک ہمارے Water Allowance کا تعلق ہے تو پنجاب کے Water Allowance میں بھی variation ہے، اس پر میں الگ بات کروں گا۔ صوبہ سندھ میں 9 کیوسک سے لے کر 14 کیوسک اور 14 کیوسک سے لے کر 20 کیوسک فی ہزار ایکڑ تک کا Water Allowance دیا جاتا ہے جبکہ پنجاب کے اندر سب سے کم ٹوبہ ٹیک سنگھ میرے علاقے میں جو کہ لوئر چناب کینال کی tail end پر واقع ہے وہاں پر ڈیڑھ کیوسک فی ہزار ایکڑ اور 2.63 کیوسک فی ہزار ایکڑ کا پانی ہے جو کہ Zone Brackish Water ہے، زیر زمین پانی بھی کڑوا ہے جو پینے کے قابل نہیں اور آبپاشی کے قابل بھی نہیں ہے اور tail پر واقع ہونے کی وجہ سے ہمارا پانی یعنی لوئر چناب کینال کا پانی بند کر کے جنوبی پنجاب کو دیا گیا اور ہمارے کینو کے باغات کو ایک ارب روپے سے زائد کا نقصان پہنچایا گیا اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ نہری پانی کے بارے میں عام بحث کرانے کے لئے اس ایوان میں وقت مخصوص کیا جائے تاکہ سب کو یہ معلوم ہو سکے کہ پانی کی تقسیم کے حوالے سے کہاں کہاں اور کیا کیا خرابیاں ہیں۔ اس کے علاوہ ارسا کے بارے میں جو شکایات ہیں وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں، ارسا کے فیصلے کے بعد جو حصہ پنجاب کو ملتا ہے اس میں بھی پانی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتا اور تمام بڑے بڑے لوگ نہری پانی کو چوری کرتے ہیں۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 163 ہے۔

لاہور میں شہر دکانیں کھولنے اور بند کرنے کے اوقات کا مسئلہ

*163: میاں نصیر احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں بڑی کمرشل مارکیٹوں / پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے اور بند کرنے کا وقت مقرر ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مقررہ وقت پر دکانیں بند ہو جاتی ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس کے سدباب کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ کمرشل مارکیٹوں پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے کا وقت مقرر نہ ہے جبکہ بند کرنے کا وقت رات 9:00 بجے مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ نے افسران / لیبر انسپکٹرز کو دکانیں وقت مقررہ پر بند کرانے کے لئے متعین کیا ہے جو دکاندار وقت مقررہ پر دکان بند نہیں کرتا اس کا چالان کیا جاتا ہے محکمہ محنت کی مقرر کردہ ٹیموں نے پچھلے ہفتے 188 دکانداروں کے چالان کئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال 3۔مئی 2008 کو جمع کروایا گیا تھا اور 26۔جون 2008 کو اس کا جواب تقریباً دو سال پہلے موصول ہوا تھا۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم پاکستان کے اندر اور

پنجاب کے اندر دن کی روشنی کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہتے تھے۔ میرے اس سوال کے بعد وفاقی حکومت نے یقیناً energy crises پر قابو پانے کے لئے یہ اقدامات کئے اور رات 9 بجے مارکیٹوں کو بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج دو سال کے بعد جواب دینے کی کوئی خاص وجہ ہے کہ دو سال تک اتنے اجلاس ہوئے ہیں تو اس سوال کا جواب کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سوال کا جواب دیر سے کیوں آیا ہے تو جیسے ہی اس سوال کی باری آئی ہے تو اس وقت اس کا جواب House میں دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کریں ورنہ آپ کا وقت ختم ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان سے پوچھا گیا ہے کہ لاہور شہر میں بڑی کمرشل مارکیٹوں/پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے اور بند کرنے کا وقت مقرر ہے جس کے جواب میں انہوں نے یقیناً بالکل ٹھیک بتایا ہے کہ بند کرنے کا وقت رات نو بجے ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑی کمرشل مارکیٹوں کی تفریق کی ہے اور پچھلے نو ماہ سے جو قانون ہم implement کروا رہے ہیں کہ چند بازار جس کی انہوں نے تفریق کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران اسمبلی بات کو سنیں اور میرے کانوں تک بھی آنے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ آدھے بازار رات 9 بجے بند ہوتے ہیں لیکن اکثریت میں ایسی مارکیٹیں ہیں جو رات نو بجے کے بعد بھی کھلی رہتی ہیں جو بند کرنے والی دکانوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ انہوں نے جو بڑی کمرشل مارکیٹوں، بازاروں اور پلازوں کی بات ہے تو انہوں نے تفریق اس طرح قائم کی ہے کہ بڑی مارکیٹیں بند ہوں گی اور چھوٹی بند نہیں کریں گے۔ یہ بتادیں کہ اس قانون کی انہوں نے تفریق کس طرح بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ چند ایک دکانیں جو مارکیٹوں میں بند نہیں ہوتیں یہ اس کی نشاندہی کریں انشاء اللہ ان کے خلاف action ہوگا۔ جب سے دکانیں بند کرنے کا اعلان کیا گیا ہے تو محکمہ محنت کی طرف سے اس وقت سے لے کر آج تک 188 دکانداروں کے چالان کئے گئے ہیں اور انہیں جرمانہ کیا گیا ہے تاکہ وہ وقت مقرر پر دکانیں بند کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ہوٹل، ریستوران، بیکرز، میڈیکل سٹور وغیرہ کھلے رہتے ہیں جو ان کا حق ہے۔ اس میں اگر ان کو ایسی کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتائیں ہم اس کا فوری action لیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے شکایت نہیں کی۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ بڑی مارکیٹوں کو بند کرتے ہیں۔ میں نے ان سے صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ بڑی اور چھوٹی مارکیٹوں کی تفریق کس طرح کرتے ہیں کہ فلاں دکانیں بند رہیں گی اور فلاں کھلی رہیں گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کو تفریق بتا دیں کہ چھوٹی کتنی ہوتی ہے اور بڑی کتنی ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ قانون سب کے لئے یکساں ہے اور تمام کے ساتھ مساوی سلوک ہوتا ہے۔ میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ اگر میرے محترم ایم پی اے صاحب کو کسی مخصوص جگہ پر شکایت ہے تو وہ میرے علم میں لائیں، اُن کے خلاف سخت action ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو bell نہیں سنائی دی؟ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب وسیم قادر: میرا سوال نمبر 883 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور گورنمنٹ کالج فار بوائز مدینہ کالونی چوک سڑک کی تعمیر نو

*883:جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 گورنمنٹ کالج فار بوائز مدینہ کالونی چوک سے لے کر عالیہ ٹاؤن تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے فنڈز منظور کیا تھا، اگر کیا تھا تو فنڈز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) مالی حالات محدود ہونے کی وجہ سے شالامار ٹاؤن مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے سے قاصر ہے۔ جونہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز موصول ہوئے۔ ٹی ایم اے اس سڑک کو تعمیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر ایم پی اے صاحب مذکورہ سڑک کو جلد تعمیر کروانا چاہتے ہیں تو اپنے سالانہ فنڈز سے سڑک جلد تعمیر کرواسکتے ہیں۔

(ج) TMA شالامار ٹاؤن نے مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے ہیں۔ اس کے علاوہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور لوکل گورنمنٹ کے انجینئرنگ ونگ نے بھی مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے کسی قسم کے فنڈز مختص نہ کئے تھے لہذا فنڈز کی تفصیل بتانا ممکن نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری بتانا پسند کریں گے کہ اب اس کی latest position کیا ہے کیونکہ تقریباً دو سال پہلے کا یہ سوال تھا اور ایک سال پہلے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ ابھی اس road کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ انہوں نے آپ سے جو جواب مانگا ہے اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ہمارے پاس latest position وہی ہے جیسے تھی کہ TMA شالامار ٹاؤن اس سڑک کے اخراجات کا تخمینہ تیار کر کے محکمہ کو دے دے گا اور اگر اس میں سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ چاہے تو اس کی تعمیر مکمل کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ اب اس کی latest position کیا ہے جو انہوں نے پہلے آپ سے سوال کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال وہی ہے جس کا ہم جواب دے چکے ہیں کہ ہمیں جیسے ہی فنڈز ملیں گے تو اس سڑک کو جلد تعمیر کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کے پاس اس کے لئے فنڈز ہی نہیں آئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ Road TMA سے متعلقہ ہے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بھی اس کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے۔ جیسے ہی فنڈز آئیں گے اس سڑک کو شروع کر دیا جائے گا۔ ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ سڑک کی تعمیر کے لئے ایم پی اے صاحبان کے اپنے پاس بھی فنڈ ہوتا ہے کہ وہ سڑک کی تعمیر کروا سکیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کے متعلق بالکل پتا ہی نہیں ہے۔ میں نے پچھلے سال میاں محمد شہباز شریف سے request کی تھی جس پر انہوں نے مہربانی فرما کر مجھے فنڈز

بھی دیئے اور اس کی تعمیر کے tender بھی ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ میں یہ سڑک شروع بھی ہو جائے گی۔ اب آپ یہ حال خود دیکھ لیجئے کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کون سی سڑک ہے اور اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ خود فرما رہے ہیں کہ انہیں فنڈز مل گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ تو فرمائیں گے اور آپ سنتے جائیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو ان کا پتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ میرے علم میں بات تھی کہ ابھی تک یہ سڑک نہیں بنی۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ ابھی تک سڑک نہیں بنی۔

جناب سپیکر: آپ ان کے سوال اور ان کے جواب کو بھی چھوڑ دیں۔ آپ سے جو میں سوال کر رہا ہوں، کیا آپ اس کا جواب مجھے دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کا نام انوار احمد خان ہے۔

جناب سپیکر: میں کسی کا نام نہیں پوچھتا۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں اسمبلی میں موجود ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! مجھے اس بارے کوئی علم نہیں ہے۔ چونکہ میں خود جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے یہاں آرڈر کئے ہوئے ہیں کہ جس محکمے کے سوالات آتے ہیں اس محکمے کے سیکرٹری صاحب کو بھی یہاں اسمبلی میں حاضر ہونا ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، بالکل درست ہے۔

جناب سپیکر: اب میں آپ سے یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں پر موجود ہیں یا نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! آج گاڑیوں کی نیلامی ہے اس لئے وہ وہاں پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے آپ پر بھی افسوس ہے اور آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب پر بھی افسوس ہے لیکن in future اس کو repeat نہ کریں ورنہ مجھے کچھ کرنا پڑے گا اور پھر معاملہ خراب ہو گا۔ اب جو سوال آپ سے پوچھا گیا ہے اس میں محکمے کی طرف سے آپ کو بتایا ہی نہیں گیا کہ اس کا ٹھیکہ بھی ہو چکا ہے، tender جا چکے ہیں اور کس stage پر یہ منصوبہ جات ہیں، میں اب آپ سے کیا کہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے پاس جو اطلاع ہے اس کے مطابق تو ابھی تک سڑک کی حالت ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی۔

جناب سپیکر: جو اس حلقے کے نمائندہ ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے tender بھی ہو چکے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ کچھ کام بھی نہیں ہوا۔ اس کو میں کیسے مانوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ قائد محترم سے فنڈز کے ذریعے وہاں پر tender کروائے گئے ہیں لیکن ہمارے محکمے کی طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ جواب ذرا سوچ سمجھ کر دیں اور مکمل طور پر پتا کر کے پھر جواب لکھا بھی کریں اور یہاں پر دیا بھی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بالکل اب ایسے ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فرح دیبا صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1033 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کمیونٹی سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1033: محترمہ فرح دیبا: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے کمیونٹی سنٹرز ہیں، تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے کمیونٹی سنٹرز صرف خواتین کے لئے مختص ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مالی سال09-2008 میں کمیونٹی سنٹرز کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنے نئے کمیونٹی سنٹرز حکومت کس کس ضلع میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز مالی سال 09-2008 میں موجودہ سنٹرز کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت جوہر ٹاؤن لاہور میں خواتین کے لئے کمیونٹی سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) صوبہ میں کمیونٹی سنٹرز کی کل تعداد1252 ہے جن کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل 27 کمیونٹی سنٹرز خواتین کے زیر استعمال ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 09-2008 میں نئے کمیونٹی سنٹرز بنانے کے لئے حکومت نے کوئی رقم مختص نہ کی ہے اور نہ ہی رواں مالی سال میں موجودہ کمیونٹی سنٹرز کی دیکھ بھال کے لئے کوئی رقم مہیا کی گئی ہے۔

(د) جوہر ٹاؤن لاہور میں خواتین کے لئے نیا کمیونٹی سنٹر بنانے کا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ پروگرام سال 1996 تک جاری رہا اس کے بعد اس منصوبہ کو ختم کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! جواب دیا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کل ستائیس کمیونٹی سنٹرز ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال بھی اور گزارش بھی کرتی ہوں کہ ہماری بہنوں کے لئے یہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز چاہے وہ گاؤں میں ہیں یا شہر میں ہیں جو ہماری بہنوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بتایا جائے کہ یہ کس کام کے لئے استعمال ہو رہے ہیں؟ دوسرا میں یہ پوچھتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے سوال کا جواب لے لیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ انہیں بتائیں جو وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں اور کیا آپ نے محترمہ کی بات سن لی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ جہلم جناح باغ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، چکوال سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور چکوال جھٹل سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، چکوال وومن کمیونٹی سنٹرز ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اسے ایوان کی میز پر کیوں نہیں رکھتے؟ اگر اس کا جواب اتنا لمبا ہے تو اسے ایوان کی میز پر رکھ دیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! یہ ہماری ہنر مند بہنوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بتائیں کہ جو چیز ہماری بہنوں کے لئے رکھی گئی ہے وہ کن مقاصد کے لئے ہے؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب! Be careful please محترمہ! میں آپ کا سوال نہیں سن سکا کیونکہ منسٹر صاحب کی کوئی مصروفیت تھی۔ ذرا repeat کر دیں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ جو کمیونٹی سنٹرز کی کل تعداد بتائی گئی ہے اس حوالے سے میں نے 2008 میں سروے کروایا تھا جو سیکرٹری سوشل ویلفیئر کی طرف سے میرے پاس سمری آئی تھی تو اس میں زیادہ تر کمیونٹی سنٹرز خالی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے کمیونٹی سنٹرز بھی ہیں جہاں پر جرائم پیشہ لوگ پناہ گزیر ہیں اور وہاں پر لوگوں نے اپنے پالتو جانور باندھے ہوئے ہیں۔ ہماری پنجاب حکومت نے ایجوکیشن پر بہت بات کی ہے اور بہت خوبصورت اقدامات کئے ہیں، صحت کے متعلق بھی بات کی گئی ہے تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا سکتے ہیں کہ کوئی ایسی ترمیم یا پالیسی بنانے کا ارادہ ہے کہ ایسے کمیونٹی سنٹرز کو فرسٹ ایڈیونٹ میں تبدیل کر دیا جائے یا ہماری دیہاتی بہنوں کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے کیونکہ آج کل میڈیا نے ہر ایک کو اتنا fast کر دیا ہے تو ایک گھر بیٹھی ہوئی عام عورت بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے تو کیا عورتوں کے لئے یہ کمیونٹی سنٹرز مختص کئے جا سکتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے مجھے کوئی صحیح جواب نہیں دیا کہ وہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز کس کام کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور باقی کمیونٹی سنٹرز کو کیوں نہیں دیکھا جا رہا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ پروگرام سال 1996 تک جاری رہا اور اس کے بعد اس منصوبے کو ختم کر دیا گیا۔ کمیونٹی سنٹرز محکمہ سوشل ویلفیئر کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں اور سوشل ویلفیئر کی ہی زیر نگرانی ان کے منصوبہ جات مکمل ہوتے ہیں اس لئے سوشل ویلفیئر ہی اس کا مناسب جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جی،

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1408 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ جی ٹی روڈ کی تعمیر نو

*1408: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ جی ٹی روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی حالت درست کرنے کا فوری ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) گوجرانوالہ جی ٹی روڈ چندا قلعہ تا نگار سنیما پراونشل ہائی وے ڈویژن نے حال ہی میں دورویہ سڑک تعمیر کی ہے جو کہ بالکل درست حالت میں ہے۔ نگار سنیما تا لوہیانوالہ بائی پاس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے جو کہ درست حالت میں ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کی وقتاً فوقتاً مرمت کرتی رہتی ہے۔

(ب) حکومت مذکورہ سڑک کو فی الحال تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ سڑک کی حالت بہتر ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تقریباً دو سال قبل میں نے سوال دیا اور اب دو سال بعد اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سڑک کو تعمیر کر دیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ بڑی اچھی بات ہے کہ انہوں نے دو سال کا عرصہ لگا کر سڑک تعمیر کر کے اس کا جواب دیا ہے کہ سڑک تعمیر کر دی گئی ہے مگر اس سوال کے جز(ب)میں لکھا ہے کہ "اس سڑک کی حالت بہتر ہے"تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک نئی سڑک تعمیر ہوئی ہے تو بہتر سے کیا مراد ہے کیونکہ سڑک ابھی نئی بنی ہے اور وہ ٹھیک ہے تو بہتر حالت کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! اس میں دو portion ہیں، ایک جی ٹی روڈ چندا قلعہ تا نگار سینما یہ پراونشل ہائی وے نے تعمیر کی ہے اور 59.5 کلومیٹر سے لے کر 65 کلومیٹر تک۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لمبی بات نہ کریں۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ بہتر حالت سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! یہ سڑک دو portion میں بنی ہے۔ ایک portion ہائی وے نے مکمل اخراجات کر کے تعمیر کیا ہے جبکہ دوسرا portion ضلعی حکومت نے اس سڑک کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مرمت کیا ہے۔ محترمہ جس portion کی بات کر رہی ہیں وہ portion ضلعی حکومت کی طرف سے مرمت کیا گیا ہے جبکہ نئے portion کی سڑک بالکل درست ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے یہی پوچھا تھا کہ بہتر کا مطلب کیا ہے تو انہوں نے اس سڑک پر patch work کیا ہے لیکن میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ یہ سڑک کب تک تعمیر کی جائے گی کیونکہ دو سال میں بھی آپ یہ جواب دے رہے ہیں کہ ابھی صرف patch work ہوا تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ اس سڑک کو کب تک درست حالت میں لے آئیں گے اور کب تک اسے تعمیر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جیسے ہی سڑک کی مرمت کا معاملہ ہوتا ہے تو اسے درست کر دیا جاتا ہے اور اس پر فنڈز لگائے جاتے ہیں اور جب اس سڑک کی نئے سرے سے تعمیر کی ضرورت ہوئی تو اسے نیا تعمیر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1424 ہے۔ سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ شہر میں سیوریج اور پانی کے مسائل

*1424: **محترمہ دیبا مرزا:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلیں ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ شہر میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اور ناکارہ پائپ تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) متعلقہ انتظامیہ نے اس سلسلے میں 2008-09 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا سیالکوٹ شہر کے وسط میں واقع آبادی اراضی یعقوب کو ٹی ایم اے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) شہر سیالکوٹ کی پرانی آبادیوں محلہ ٹبہ سکے زئیاں، ٹبہ جالیاں، ٹبہ معماراں، کشمیری محلہ، اراضی یعقوب، محلہ سرائے بھابھڑاں اور محلہ شاہ سیداں میں کاسٹ آئرن کے واٹر سپلائی کے پائپ عرصہ تقریباً 80/70 سال پرانے ہیں جو کہ زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ مذکورہ علاقوں کے تمام پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے درکار ہیں۔

(ب) سیالکوٹ شہر میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے زیادہ گہرائی پر ٹیوب ویل لگوائے ہیں۔ علاوہ ازیں 27 عدد فلٹریشن پلانٹس لگوائے ہیں جو کہ شہریوں کو صاف پانی مہیا کر رہے ہیں اور فلٹریشن پلانٹس کارٹیج تبدیل کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے جارہے ہیں ناکارہ پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے کے فنڈز کی ضرورت ہے جبکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس فنڈز کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے ناکارہ پائپ تبدیل نہیں کئے جارہے شکایت ملنے پر پائپ کی صفائی کر دی جاتی ہے۔

(ج) بجٹ 09-2008 میں واٹر سپلائی کے نظام کی مرمت کے لئے مبلغ۔/35,00,000 روپے مختص ہیں جن میں سے ٹیوب ویل کی مرمت، پائپ لائینوں کی لیکیج کی مرمت اور پائپ لائنوں کی صفائی کا کام کروایا جاتا ہے۔ فروری 2009 کے اختتام تک اس فنڈ سے مبلغ۔ /19,50,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) محلہ اراضی یعقوب میں 466 واٹر کنکشن حاصل کرنے والے صارفین کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر شکایت کی نشاندہی کی جائے تو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس کا ازالہ کر دیتی ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: مگر میں جواب کے جز (الف) سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اس کا جواب درست نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ "شہر کی آبادیاں so & so جتنے نام لکھے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ واٹر سپلائی کے پائپ عرصہ تقریباً 80/70 سال پرانے ہیں جو کہ زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ مذکورہ علاقوں کے تمام پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے درکار ہیں۔" میری اطلاع کے مطابق ٹی ایم اے سیالکوٹ کے پاس 30۔ جون 2010 تک 50 کروڑ روپے surplus تھے اور میں نے سوال مورخہ 19۔ اگست 2008 کو دیا تھا جس کا جواب مورخہ 5۔ جولائی 2010 کو آیا ہے تو ان دو سالوں میں اس پر کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا

جبکہ surplus پڑے ہوئے پیسے سال کے آخر میں lapse ہو جاتے ہیں چونکہ یہ بڑا بنیادی مسئلہ ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ انہی پیسوں میں یہ پائپ تبدیل کر دیتے۔

جناب سپیکر! اس سوال کے آخری جز کا جواب کلی طور پر غلط ہے کہ "محلہ اراضی یعقوب میں 466 واٹر کنکشن حاصل کرنے والے صارفین کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر شکایت کی نشاندہی کی جائے تو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس کا ازالہ کر دیتی ہے۔" چونکہ یہ جواب کلی طور پر غلط ہے اور یہ نئی آبادی ہے اور یہاں پر کوئی ٹیوب ویل لگایا اور نہ ہی واٹر کنکشن کے لئے کوئی پائپ لائن بچھائی گئی ہے تو انہوں نے یہ جواب کہاں سے دے دیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ان کی پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جز (ج) میں موجود ہے کہ بجٹ 09-2008 میں واٹر سپلائی کے نظام کی مرمت کے لئے مبلغ 35 لاکھ روپے مختص کئے گئے جن میں سے ٹیوب ویل کی مرمت، پائپ لائنوں کی لیکیج کی مرمت اور پائپ لائنوں کی صفائی کا کام کروایا جاتا رہا۔ فروری 2009 کے اختتام تک اس فنڈ سے مبلغ 19 لاکھ 50 ہزار روپے خرچ ہو چکے تھے۔ جو جو شکایات ہمارے پاس پہنچی تھیں ان کے مطابق ہم نے وہ کام کروائے۔ محلہ اراضی کے متعلق ہمارے پاس جواب موجود ہے کہ 466 واٹر کنکشن دیئے گئے ہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے اس سوال میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کا سخت action لیا جائے گا لیکن اس وقت ہمارے پاس جواب موجود ہے کہ وہاں پر 466 کنکشن دیئے گئے ہیں۔ معزز ممبر نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ وہاں پر ٹیوب ویل ہی نہیں تو کنکشن کیسے دیئے گئے ہیں تو یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں کہ یا تو وہ کنکشن کہیں دور سے نئی لائن ڈال کر دیئے گئے ہیں یا پھر اگر وہاں پر کنکشن بالکل نہیں دیئے گئے تو اگر اس سوال میں کوئی غلطی ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بارے میں بالکل clear نہیں ہیں بلکہ انہیں محکمہ سے پوچھنا چاہئے کہ جواب غلط کیوں دیا گیا ہے کیونکہ وہ تو بالکل نئی آبادی ہے اور وہاں سیوریج ہے نہ واٹر سپلائی تو یہ پانی کے 466 کنکشن کہاں سے آ گئے ہیں؟ یہ غلط اعداد و شمار دیئے گئے ہیں جنہیں میں سمجھتی ہوں کہ انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ میرا

سوال اسی لئے تھا کہ وہاں پر اتنی بڑی آبادی کو ٹی ایم اے کی جانب سے پینے کا صاف پانی میسر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں محترمہ دیبا مرزا سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر یہ جواب غلط ہوا تو اس پر سخت action لیا جائے گا جسے آپ کے نوٹس میں بھی لایا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب action لینے کے متعلق وضاحت کر دیں کہ کون اس پر action لے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں خود اس پر action لوں گا اور اس ایوان میں اس کی رپورٹ بھی پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: action لے کر اس ایوان کو بھی بتایا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! action کیسے لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ذمہ داران کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: کتنے دنوں میں جواب لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! غلط جواب دینے والوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! غلط جواب پر آپ کارروائی کریں گے تو یہ بھی بتا دیا جائے کہ اس آبادی کو مستقبل قریب میں پینے کا پانی مہیا کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ جو میرا basic question ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس آبادی کے متعلق جو کہہ رہی ہیں کہ یہ سیالکوٹ کی پرانی آبادی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹی ایم اے کے فنڈز پر depend کرتا ہے کہ نئی آبادی پر فنڈز لگایا جا سکے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زمرد یاسمین رانا!

(اس مرحلہ پر محترمہ چیئرپرسن ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: محترمہ چیئرپرسن! میں سب سے پہلے تو آپ کو اس چیئر پر بیٹھنے کی مبارکباد دیتی ہوں اس کے بعد اپنا ضمنی سوال کرتی ہوں۔ سوال کے جز (ج) میں جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے بتایا گیا کہ جو 35 لاکھ فنڈز مختص کئے گئے تھے ان میں سے 19 لاکھ 50 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ فروری 2009 تک خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا جواب 5-جولائی 2010 کو موصول ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ فروری 2009 کے بعد یہ جو 70,80 سال پرانے واٹر سپلائی کے پائپوں میں سے کوئی خراب ہوا ہی نہیں ہے، اگر ہوا ہے تو اس کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب جواب 5-جولائی 2010 کو دیا جا رہا ہے تو up to date معلومات کیوں نہیں فراہم کی گئیں کیونکہ انہوں نے جواب فروری 2009 تک کا دیا ہے۔ کیا یہ محکمے کی ذمہ داری نہیں ہے کہ up to date معلومات ہمیں فراہم کی جائیں اور اگر یہ معلومات فراہم نہیں کرتا تو کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی، اگر کی جائے گی تو کب کی جائے گی؟

محترمہ چیئرپرسن: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! ٹی ایم اے کے فنڈز مختلف جگہوں پر لگتے ہیں۔ وہاں اگر کسی ٹیوب ویل کی خرابی ہو، کسی پائپ کی خرابی ہو، جس جس طرح لوگ وہاں کی نشاندہی کرتے ہیں اس کے مطابق وہ فنڈز لگائے جاتے ہیں۔ جو بقایا فنڈز ان کے پاس موجود ہوتے ہیں ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اب یہ سوال کہ فنڈز کہاں کہاں لگے ہیں تو یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ نیا سوال کریں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: محترمہ چیئرپرسن! یہ fresh question نہیں ہے۔ یہ 5۔جولائی 2010 تک جواب دے رہے ہیں اور یہ فروری 2009 تک کا جواب ہے۔ کیا محکمے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ اگر محکمہ up to date جواب نہیں دے گا تو ذمہ داروں کے خلاف تو کارروائی کرنی چاہیئے۔

محترمہ چیئرپرسن: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد دینا چاہوں گی کہ شکر ہے کہ اس سیٹ پر ہم نے کسی خاتون کو بھی دیکھا۔ میرا سوال نمبر 1457 ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: کیا سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گڑھی شاہو کے رہائشی علاقہ میں بغیر نقشہ پلازہ کی تعمیر

*1457: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو عقب تھانہ علامہ اقبال روڈ لاہور پر بننے والا پلازہ بغیر نقشے کے تعمیر ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پلازے کی تعمیر میں قبضہ گروپ اور مافیا بھی شامل ہے جس کی وجہ سے اس پلازے کی تعمیر کمرشل ایریا میں نہیں بلکہ رہائشی ایریا میں ہو رہی ہے؟

(ج) متذکرہ پلازہ کس حیثیت اور کن وجوہات کی بنا پر رہائشی علاقے میں تعمیر کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر شدہ پلازہ میں کسی قسم کی ٹریفک پارکنگ کا انتظام بھی نہ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس غیر قانونی پلازے کو کب تک ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست نہ ہے کیوں کہ یہ اپارٹمنٹس بلڈنگ ہے جس کا نقشہ بمشتمل بیسمنٹ + تھری فلورز ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کی جانب سے بذریعہ نقشہ نمبر07/GT-67 مورخہ 2007-06-07 منظور شدہ ہے جو کہ اس کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ یہ ایک رہائشی اپارٹمنٹس بلڈنگ ہے۔

(ج) اس تعمیر کا نقشہ نمبری07/GT-67 مورخہ 2007-06-07 ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن سے رہائشی اپارٹمنٹس بلڈنگ کا منظور شدہ ہے تعمیر کنندہ نے دوران تعمیر منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کی جس کے خلاف ٹی ایم اے نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کے خلاف نوٹس جاری کیا اور قائم کردہ سپریم کورٹ کی طرف سے کمیشن نے معائنہ کے بعد مصالحتی فیس مبلغ 93,750/- روپے ٹی ایم اے خزانہ میں جمع کروائی علاوہ ازیں گراؤنڈ فلور پر تعمیر کنندہ نے مزید تبدیلی کی جس کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ بلڈنگ میں پارکنگ کا انتظام ہے۔

(ہ) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے اس کے تمام جز کے جوابات غلط ہیں۔ اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کون سی عمارات ہیں جو پلازے کے زمرے میں آتی ہیں؟ پھر میں اپنا ضمنی سوال پوچھوں گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! وہ عمارات جو تین منزلہ سے زیادہ ہوں وہ پلازے کے زمرے میں آتی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں نے اس لئے یہ سوال کیا تھا کہ یہاں سب کو clear ہو جائے کہ پلازہ کیا ہوتا ہے۔ اب جو میرا سوال تھا اور جس پلازے کے متعلق تھا اس کا جواب ہے کہ یہ پلازہ نہیں ہے۔

(اذان ظہر)

محترمہ چیئرپرسن: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں سوال یہ کر رہی تھی کہ جز (الف) میں انہوں نے کہا کہ یہ رہائشی اپارٹمنٹس ہیں، پلازہ نہیں ہے۔ ابھی جب میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ کون سی عمارات پلازے کے زمرے میں آتی ہیں تو یہیں سے ہی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے اس جواب میں اور ان کے جواب میں تضاد ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بیسمنٹ اور تھری فلورز۔ میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ اس کا جو گراؤنڈ فلور ہے وہاں پوری مارکیٹ بن رہی ہے، دکانیں ہیں اور مارکیٹ ہے۔ اوپر کے جو دو فلورز ہیں وہ رہائشی اپارٹمنٹس ہیں۔ انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان کے علم میں نہیں ہے کہ جو گراؤنڈ فلور ہے وہ مارکیٹ بن رہی ہے؟

محترمہ چیئرپرسن: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! پہلی بات تو میں نے محترمہ نگہت ناصر شیخ سے بالکل clear کی ہے کہ پلازے کی صورتحال کیا ہوتی ہے۔ دوسرا محترمہ نے یہ فرمایا ہے کہ پلازے کے نیچے بیسمنٹ میں کام ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورتحال میں یہ درست نہ ہے، مذکورہ بلڈنگ میں پارکنگ کا انتظام ہے۔ بیسمنٹ کی تمام جگہ پارکنگ کے لئے مختص کی گئی ہے اور ان حالات میں، میں پلازے کی تھوڑی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پلازہ نہیں بلکہ یہاں اپارٹمنٹس بنے تھے۔ تعمیر کنندہ نے دوران تعمیر منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کی جس کے خلاف ٹی ایم اے نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کے خلاف نوٹس جاری کیا اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی۔ قائم کردہ سپریم کورٹ کی طرف سے ریٹائرڈ جسٹس کیانی کی سربراہی میں کمیشن بننے کے بعد اس کی مصالحتی فیس 93ہزار-/750 روپے ٹی ایم اے کے خزانے

میں جمع کروائی۔ میں اس بات کی نفی کرتا ہوں کہ ابھی کوئی سٹور شروع ہوا ہے اور نہ ہی ابھی کوئی رہائش ہوئی ہے۔ اصل میں یہ ایک رہائشی پلازہ ہے، یہ کمرشل پلازہ نہیں ہے اور یہاں پر کمرشل پلازے کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ میرے پاس ایف آئی آر کی کاپی موجود ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق یہاں صرف رہائشی پلازہ ہی بنے گا۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں بار بار یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ جو جواب دے رہے ہیں ان کے بولنے میں اور جو لکھا ہوا ہے اس میں فرق ہے۔ ایک تو میں نے بیسمنٹ کے متعلق یا پارکنگ کے متعلق سوال ہی نہیں کیا تھا۔ ابھی تو میں اس بات کو clear کروانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ کیا آیا یہ پلازہ ہے یا نہیں ہے؟ ابھی انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ پلازہ نہیں ہے بیسمنٹ میں پارکنگ ہے۔ آخر میں یہ جواب دیتے ہیں کہ وہاں پر ابھی دکانیں شروع ہوئی ہیں۔ میں نے تو یہ بات کی بھی نہیں ہے کیونکہ ابھی تو وہ under construction ہے۔ اب اگر یہ اپنے ہی جواب کو لیتے ہیں جو انہوں نے اتنا طویل جواب دیا ہے جو کہ میں نے سوال ہی نہیں کیا تھا اور اس کا انہوں نے کچھ اور جواب دیا ہے اگر یہ اپنے جواب پر ہی غور کر لیں، انہوں نے کہا ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی ہے، پرچہ درج ہوا اور اس کی کاپی بھی ان کے پاس ہے تو پھر اگر وہ پلازہ نہیں ہے تو پھر اس کے خلاف کس بات کی قانونی کارروائی ہوئی ہے، اس کے کچھ حصے جو گرائے گئے وہ کیوں گرائے گئے اور یہ سب پھر کچھ کیوں کیا گیا ہے؟ وہاں پر رہائش ابھی تک شروع بھی نہیں ہوئی کیونکہ وہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! میری بہن نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے یہ پہلے بھی کہا کہ یہاں پر دکانیں شروع ہو رہی ہیں، یہاں پر بیسمنٹ میں دکانیں بن رہی ہیں اور پھر وہ اپنی بات کی نفی کر رہی ہیں جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر کمرشل پلازہ ہی نہیں ہے اور یہاں پر دکانیں نہیں بن رہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں نے بیسمنٹ میں دکانوں کا نہیں کہا تھا اور شاید پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے غلط سنا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ ground floor پر دکانیں بن رہی ہیں اور اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی ان کے ساتھ جاتی ہوں اور یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ وہاں دکانیں ہیں۔ پوری مارکیٹ بن رہی ہے یا نہیں۔ یہ میرے ساتھ ابھی چلیں تو میں انہیں دکھاتی ہوں کہ وہ پوری مارکیٹ بن رہی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! محترمہ اگر سمجھتی ہیں کہ وہاں پر ایسے کوئی معاملات ہیں تو پہلے بھی violation کے خلاف سخت کارروائی کی گئی تھی اب اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں نہیں سمجھتی کہ اتنا اہم سوال ہے اور آج صرف ٹائم کی وجہ سے ختم ہو جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ کارروائی کر لی جائے گی اور ابھی تو میں نے اس پر ضمنی سوال کیا ہی نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: پھر آپ اپنا اگلا سوال نہیں کر سکیں گی، مہربانی کر کے آپ اپنے اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! آپ تھوڑا سا مجھے ٹائم دیں کیونکہ میں نے ابھی تک اپنا ضمنی سوال کیا ہی نہیں اور اس سوال کا جب جواب ہی درست نہیں ہے تو میں نے ضمنی سوال کیا کرنا تھا؟ جب وہ سوال کا جواب ہی غلط دے رہے ہیں اور ایک بات کو مان ہی رہے ہیں تو میں نے ضمنی سوال کیا کرنا ہے اور میں نے تو ابھی ضمنی سوال کیا ہی نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! محترمہ ہماری بڑی قابل احترام بہن ہیں اگر ان کو وہاں پر اس سلسلے میں کوئی شکایات

ہیں تو یہ مجھے ابھی اسمبلی کے سیشن کے بعد مل لیں تو اس پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ میں ان کی بات تفصیل سے سنوں گا اور اگر پلازہ کے سلسلے میں ان کی شکایات ہیں تو آج ہی ان کو حل کرنے کے لئے اس پر فوری طور پر عملدرآمد ہو گا۔

محترمہ چیئرپرسن: میرے خیال میں یہ کافی مناسب ہے۔ Please move on to your next question.

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میرا سوال نمبر 1458 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1458: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر کتنے پرائیویٹ پلازے ہیں، ان کی تفصیل مع پلازہ مالکان کے نام تفصیل کے ساتھ دیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان پرائیویٹ پلازوں کی تعمیر بغیر کسی نقشے کی منظوری کے ہوئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز طور پر بنائے جانے والے پلازوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر ایک پلازہ بنام شیزان پلازہ بمشتمل بیسمنٹ + ڈبل سٹوری رقبہ تقریباً ڈیڑھ کنال منظور شدہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!اس میں بھی جو جواب دیئے گئے ہیں وہ ٹوٹل غلط جواب ہیں۔میرا سوال تھا کہ ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر کتنے پرائیویٹ پلازے ہیں،ان کی تفصیل مع پلازہ مالکان کے نام تفصیل کے ساتھ دیں جبکہ جواب ہے کہ ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر ایک پلازہ شیزان پلازہ کے نام سے ہے۔ابھی میرے ساتھ چلیں تو وہاں پر پندرہ سے بیس پلازے میں ان کو دکھاتی ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!ان کا جو پہلا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے اپنی میٹنگ کے دوران اس سوال کو دیکھا تو اس میں واقعی غلطی تھی اور اس میں جو لوگ involve تھے ان کو TMO,TPO اور انسپکٹر بلڈنگ کی explanation call کر دی گئی ہے اور ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں already اس کو چیک کر چکا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ میری بہن نے جو پہلے سوال میں point out کیا ہے اس میں اس دوران تقریباً پندرہ عدد پلازے ریلوے سٹیشن تا دھرم پورا علامہ اقبال روڈ پر موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن: جی،کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی،میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پلازے موجود ہیں ان سے کمرشل فیس وصول کی گئی ہے اور کیا یہ تمام کے تمام نقشے پاس کر کے بنائے گئے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!اس وقت میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کا ٹاؤن پلاننگ ونگ ان نقشہ جات کی منظوری دیتا تھا۔متعلقہ ریکارڈ جو کہ کئی سالوں پر محیط ہے اس میں ضروری انفارمیشن جانچنے کے لئے مناسب وقت درکار ہے تو اس کو ہم ضرور دوبارہ چیک کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! کمرشل فیس وہ وصول کرتے ہیں لیکن نقشے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے پاس ہوئے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی!۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! جو پلازے ٹاؤن پلاننگ میں آتے ہیں ان نقشہ جات کی منظوری ٹاؤن پلاننگ دیتا ہے۔ اس سے پہلے جو میٹروپولیٹن کے وقت کے بنے ہوئے تھے تو ان کا ریکارڈ تلاش کرنے میں ہمیں تھوڑی سی مشکلات ہیں لیکن وہ ریکارڈ تلاش کر کے ان کے خلاف جو کارروائی ہو گی وہ ضرور کی جائے گی۔ ان میں تقریباً پرانے پلازے ہیں۔ کچھ عمارتیں جو سپریم کورٹ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق نہیں ہیں ان پلازوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! وہ سب کے سب پرانے پلازے نہیں ہیں اور ابھی پھر یہ غلط بیانی کر گئے ہیں۔ وہ پلازے ابھی تعمیر ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نقشے پاس ہوئے ہیں تو ان میں سے بیشتر کے نقشے پاس نہیں ہوئے۔ اگر آپ ان کی تاریخ دیکھیں تو سال یا دو سال پہلے یا اسی سال اور ابھی کچھ پلازے under construction ہیں اور ان پر کام بھی شروع نہیں ہوا تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ پرانے پلازے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے جس غلطی کی نشاندہی کی اور جو ہمارے محکمہ نے غلطی کی اسے تسلیم کیا۔ Actually جو ہمارے پاس پندرہ پلازوں کی تعداد ہے ان کی میرے پاس لسٹ موجود ہے اور ان لوگوں کے نام موجود ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کو پڑھ کر سنا بھی سکتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: میرا خیال ہے کہ اگر بعد میں ان کو مل لیں اور ان کو مطمئن کر لیں تو وہ بہتر ہو گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! جو غیر قانونی پلازے وہاں پر بنے ہوئے ہیں ان کے خلاف یہ ایکشن لیں گے اور کیا کارروائی کی جائے گی؟

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! یہ بات ان کی بالکل ٹھیک ہے کہ اگر کوئی وہاں پر غیر قانونی پلازہ بن رہا ہے یہ اس کی ضرور نشاندہی کریں انشاءاللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی ضرور ہو گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: محترمہ چیئرپرسن! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ایک خاتون کو اس سیٹ پر دیکھ کر بڑا اچھا لگ رہا ہے میرا سوال نمبر 1497 ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جی، آپ کا سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گوجرانوالہ، گوگا لنک روڈ کی مرمت

*1497: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ سے گوگا لنک روڈ بالکل ٹوٹ چکی ہے اور 2003 سے آج تک اس کی کوئی مرمت نہ ہوئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ سڑک شہری ضلعی حکومت گوجرانوالہ سے متعلقہ ہے اس لئے شہری ضلعی حکومت گوجرانوالہ کو اس سڑک کی مرمت کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: محترمہ چیئرپرسن!یہ ایک عجیب سی بات ہے اور اس سوال پر آپ نے مجھے ٹائم زیادہ دینا ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ 2003 سے یہ سڑک بالکل مرمت نہیں ہوئی ہے جس کا میں نے سوال میں ذکر کیا ہے اور ابھی 2010 ہے،سات سال کے بعد جواب میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے ہدایت جاری کر دی ہیں،ابھی سات سال کے بعد 25 مئی کو اس کی ہدایات جاری ہوئی ہیں۔اس کا میں کیا ضمنی سوال کروں کہ سات سال بعد ابھی ہدایات جاری ہوئی ہیں اور یہ کب تک بنے گی اور اس کا کوئی ٹائم فریم جواب میں نہیں ہے۔اس سے پہلے سوال کا مجھے جواب دے دیں اس کے بعد پھر میں اس پر ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!میری بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ سات سال کے بعد یہی کہا جا رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو سات سال نہیں کہنا چاہئے تھا بلکہ ان کو اڑھائی سال کہنا چاہئے تھا۔پہلے سالوں میں تو یہ جو چاہتے وہ کر سکتے تھے لیکن اگر انہوں نے اپنے ان سالوں کو ہمارے ساتھ شامل کیا ہے تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو گی۔ان ایک دو سالوں میں ہم نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے دوسرے سال ہی اس پر ایکشن لے لیا ہے اور انشاءاللہ اس سال اس پر کام بھی شروع ہو جائے گا اور اس کے اخراجات کا تخمینہ لاگت بھی تقریباً 9.5 بلین روپے ہمارے پاس موجود ہے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرے سوال سے related مجھے ایک detail دی گئی ہے جس پر سوال کا نمبر بھی غلط لکھا ہے اور معزز ممبر کا نام بھی غلط لکھا ہے۔ اب میں اس کو کیا سمجھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی جو سوال پڑھا ہے اسی کے بارے میں بات کر رہی ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، اس سوال کی تفصیل میں مجھے ایک آرڈر دیا گیا ہے District Coordination Officer کے نام پر اس پر سوال کا نمبر بھی غلط ہے اور ممبر کا نام بھی غلط ہے۔ اب میں کیا سمجھوں؟ یہ میرے سوال کا جواب ہے؟ اس پر میں کس طرح سے supplementary question کروں، کیسے مطمئن ہو جاؤں، کیسے سمجھ لوں کہ بھئی یہ میرے سوال کا دو سال کے بعد ایک جواب آ گیا ہے؟ یا تو پارلیمانی سیکرٹری معافی مانگیں یا جو official ذمہ دار ہیں ان کے نام ابھی یہاں پر پیش کریں۔ اس پر میں سخت action چاہوں گی۔

شیخ علاؤ الدین: معاف کر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے کہ دو سال کے بعد ہم اس کو ہنس کر ٹال دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): سوال نمبر کی ذرا وضاحت کر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ کون سا سوال نمبر چل رہا ہے۔ یہ 1497 چل رہا ہے اور مجھے جو آرڈر کی کاپی دی گئی ہے یہ آپ کے پاس بھی ضرور ہو گی۔ یہ عائشہ جاوید کے نام کا کوئی سوال ہے، اس کی کاپی مجھے دے دی گئی ہے اور اس کا سوال نمبر 2960 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن آپ اس کو دیکھیں کہ اس سے پہلے عائشہ جاوید صاحبہ کا نام ہے اور پھر آگے آپ کا بھی نام ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، سوال نمبر 2960 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال یہ ہے کہ اس میں تینوں کو اکٹھا کر کے جواب دے دیا ہوا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): سوال نمبر1497 ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میرے جواب میں سوال نمبر کیوںmention نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں!2960 کے بالکل نیچے 1497 لکھا ہوا ہے اور اس میں آپ کو جواب دیا ہوا ہے، اس کو ذرا غور سے دیکھ لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ دیکھ لیں اس میں نہیں لکھا ہوا۔ آپ یہ صفحہ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اگلا صفحہ کھولیں جس پر تفصیل دی گئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، میں پہلے صفحے کی بات کر رہی ہوں۔ اگلے صفحہ پر کیسے چلی جاؤں؟ اگلے پر تب جاؤں گی جب پہلے سے تسلی ہو جائے گی۔ جس letter کا ریفرنس جواب میں دیا ہوا ہے میں تو اس کی بات کر رہی ہوں۔ اگلے صفحہ پر ابھی کیسے چلی جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ پھر اس کے بعد عائشہ جاوید صاحبہ اور خواجہ محمد اسلام چونکہ تینوں کا ایک محکمہ تھا اس میں اکٹھا کر کے جواب دیا ہے لیکن یہ اسی سے related ہے اور اس کے اندر باقاعدہ specifically 1497 لکھ کر، آپ کا نام لکھ کر جواب دیا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، وہ آگے Section Officer کو گیا ہے لیکن جو District Co-ordination Officer کو letter گیا ہے اس پر صرف ایک ہی سوال کا نمبر لکھا ہے اور ایک ہی ممبر کا نام لکھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرے سامنے بھی لسٹ پڑی ہوئی ہے، میں بھی وہ لسٹ دیکھ کر آپ سے بات کر رہا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ اگلی بات بتا رہے ہیں جو Section Officer کو گیا ہے لیکن جو District Coordination Officer کو letter گیا ہے اس میں صرف ایک ہی نمبر اور نام mentioned ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! اس سے آپ کا جواب بھی آ جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، جناب! یہ تو اتنی بڑی غلطی ہے کہ اب آپ دیکھیں کہ بندہ ایک سوال دیکھ رہا ہے کہ میں نے دیا ہے اور اس کا جواب کسی اور ممبر کے پاس آ رہا ہے تو آپ یہ پارلیمانی سیکرٹری کو cover کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتادوں کہ میں ادھر کسی کو cover کرنے نہیں بیٹھا۔ میں یہاں پر۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، پہلی بات یہ ہے کہ جو اس کا ذمہ دار ہے اگر اسمبلی کی question branch اس غلطی کی ذمہ دار ہے، ان کا ڈیپارٹمنٹ ذمہ دار ہے یا پارلیمانی سیکرٹری ذمہ دار ہیں تو کوئی نہ کوئی action تو ہونا چاہئے، کوئی نہ کوئی مثال تو ان غلطیوں کی بننی چاہئے۔ ہمیشہ ہی غلط جواب آتے ہیں اور غلط figures آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر Chair کو نظر آئے کہ آپ کے سوال کا جواب redress نہیں کیا جا رہا تو بالکل اس پر کارروائی ہو گی اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف action بھی ہو گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! شاید آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ تین ممبران کا سوال آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہی matter کے بارے میں تھا تو اس کا جواب دے دیا لیکن جب میرا سوال ایجنڈے پر آیا ہے تو وہ جواب مجھے دینا چاہئے جو میرے نام سے وہاں گیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا صفحہ کھولیں آپ کے ہی سوال کا جواب ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: چلیں! اگلا صفحہ کھول لیتی ہوں پھر یہ ہے کہ آپ یہ بھی کہہ دیں کہ میں question withdraw کر کے بیٹھ جاؤں۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! withdraw کی بات نہیں ہے۔ آپ نے ایک سوال پوچھا اس پر محکمے نے پورا in detail جواب دیا ہے، اگر اس جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوتی اور آپ سمجھتی ہیں کہ یہ غلط جواب دیا ہے تو بالکل اس پر ہم ان کو پوچھیں گے بھی اور متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: دیکھیں! ہماری اسمبلی کو تین سال ہو گئے ہیں، میں نے دو سال پہلے سوال کیا تھا، اب 25۔ مئی کو District Co-ordination Officer کو letter جاری ہوا ہے۔25۔ مئی میں ابھی کتنے دن گزرے ہیں تو اس کی بھی میں وضاحت چاہوں گی کہ اتنی دیر سے، سات سال سے یہ سڑک ٹوٹی پڑی ہے تو اس پر کیوں نہیں implement ہو رہا، یہ کیوں نہیں بنائی جا رہی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں کیوں نہیں بنائی جا رہی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ مسلسل سات سال سے کوشش کی جا رہی ہے، یہ 2003 کی سڑک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان کو بتا رہی ہوں کہ سات سال سے سڑک ٹوٹی پڑی ہے اور تین سال سے جبکہ یہ گورنمنٹ آئی ہے ابھی تک 25۔ مئی کو اس کا letter جاری ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تین سال میں اس کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہے جبکہ آپ کو توجہ دلائے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ماجدہ زیدی صاحبہ! اس میں ضمنی سوالوں کی اجازت ہے، آپ کا ضمنی سوال تھا اس کا جواب آپ سُن لیں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں ان سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ 2003 کی یہ بات کر رہی ہیں اور یہ 2007 تک مسلسل چار سال ان کی حکمرانی کا دور رہا ہے تو یہ چار سالوں میں سڑک کے لئے کچھ نہیں کر سکے لیکن اب اس سڑک کے لئے آرڈرز آ چکے ہیں اور انشاءاللہ 11-2010 میں اس کو تیار کیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! مجھے اپنے سوال کا جواب چاہئے۔ یہ یہاں کھڑے ہو کر آمر کا رونا رو رہے ہیں۔ ان کی تیاری ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ویسے discourage چاہئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جس وقت سے یہ Question Hour start ہوا ہے آپ rewind کر کے دیکھیں کہ کسی بھی سوال کا جواب درست نہ ہے اور اس کا اقرار کئی دفعہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی کیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں عملے کو سزا دوں گا جبکہ پارلیمانی سیکرٹری کی صرف floor کی حد تک authority نہ ہے۔ بات یہ نہیں ہے کہ ان کی authority ہے یا نہیں یا ان کو degrade کرنا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ محکمہ کے غلط جواب آنے کے بارے میں آپ ruling فرما دیں کہ اس کو کیسے check and balance کیا جائے۔ صبح سے اب تک ایک بھی سوال کا جواب جو اس محکمے نے دیا ہے، اس میں بار بار ان کے اپنے Benches کی خواتین نے ان کو proof کیا ہے کہ یہ facts and figures غلط ہیں، پلازے construct نہیں ہوئے ہیں، سڑکوں کا وجود نہیں ہے، پانی کی سپلائی نہیں ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: بس پوائنٹ آف آرڈر پر رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس پر ruling دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! مجھے ان کی بات پر افسوس ہے کہ یہ صرف اس ہاؤس میں تنقید کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس طرح کی بات نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں سب سوالوں کے جواب دے رہا ہوں۔ سوال لکھے ہوئے ہیں ان کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔ یہ صرف ان کا کام ہے کہ یہ specially---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسی باتیں بالکل نہ کریں۔ اب اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 1530۔

لاہور شہر بے بی ڈے کیئر سنٹرز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*1530: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں سال2002 تا2005 حکومت نے کتنے بے بی، ڈے کیئر سنٹر بنائے مرحلہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ڈے کیئر سنٹر میں بچوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ان کی دیکھ بھال میں مشکلات پیش آرہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ان ڈے کیئر سنٹرز میں سے چند ایک کو بلاکسی جواز کے بند کر دیا ہے اور اس کا عملہ فارغ ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ڈے کیئر سنٹروں کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر اہتمام صرف ایک بے بی ڈے کیئر سنٹر کام کر رہا ہے۔

(ب) ڈے کیئر سنٹر میں بچوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ نہیں ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کوئی بھی ڈے کیئر سنٹر بند نہیں کیا اس لئے عملے کے فارغ ہونے کا کوئی جواز نہیں۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ڈے کیئر سنٹر میں موجود بچوں کو بہتر سہولیات فراہم کر رہی ہے اور اس کو وقتاً فوقتاً اپ گریڈ بھی کر رہی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 2005 تک ایک ہی بے بی ڈے کیئر سنٹر تھا تو اب چونکہ لاہور کی آبادی دِن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے تو کیا حکومت اس پر کوئی اور بے بی ڈے کیئر سنٹر بنانے کی خواہش رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!اس کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بے بی ڈے کیئر سنٹر میں موجود بچوں کو بہتر سہولیات دینے کے لئے پہلے بھی کام کر رہی ہے لیکن چونکہ یہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے تو اس نے ہی اس کو مزید develop کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نیا سنٹر بنا رہے ہیں کہ نہیں بنا رہے ہیں؟بس اتنا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!ابھی گنجائش نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا سوال ہے پہلے ان کو ہی موقع دے دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!جواب میں لوکل گورنمنٹ نے خود بات کہی کہ "لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر اہتمام" میں نے اسی سے متعلقہ سوال کیا تھا۔اب میں اگلا ضمنی سوال یہ کروں گی کہ already جو ڈے کیئر سنٹر موجود ہیں ان میں بچوں کی تعداد بتا دیں اور کیا وہاں پر بچوں کو proper طور پر accommodation facilities مہیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب!آپ نے سُنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی،جناب سپیکر!اس میں بچوں کی سالانہ average تعداد 25 ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!ڈے کیئر سنٹر کے حوالے سے انہوں نے یہ جو سوال پوچھا ہے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ ڈے کیئر سنٹر لاہور میں کہاں ہے اور اس میں کتنے بچوں کی گنجائش ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! MC, Girls High School, Wahdat Colony میں ڈے کیئر سنٹر کام کر رہے ہیں اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ان میں بچوں کی سالانہ average تعداد 25 بنتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ violation ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ ناراض نہ ہوں Business Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ معزز رکن کا جس جماعت سے تعلق ہوگا وہی ضمنی سوال کرے گا، دوسری جماعت کا رکن ضمنی سوال نہیں کرے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ تو آپ کا استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں Business Advisory Committee میں بھی ہمارے پاس بیٹھ کر decide ہوا تھا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا سوال نمبر 1531 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹاؤن ناظمین کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1531: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور ٹاؤن ناظم شالامار ٹاؤن کے استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور ڈسٹرکٹ ناظم شالامار ٹاؤن اپنے استعمال میں کتنی گاڑیاں رکھ سکتا ہے؟

(ج) سال 2002 تا 2005 ان سرکاری گاڑیوں پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

(د) کیا حکومت ان گاڑیوں پر غلط اخراجات کرنے پر کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال اور شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال صرف ایک ایک گاڑی ہے۔

(ب) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال اور شالامار ٹاؤن اپنے استعمال میں صرف ایک ایک گاڑی رکھ سکتے ہیں۔

(ج) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں پر سال 2002 تا2005 کے دوران ہونے والے اخراجات کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ٹاؤن	سال	اخراجات پٹرول/ڈیزل	اخراجات
شالامار ٹاؤن	2002-03	54007/-	-
	2003-04	285711/-	46000/-
	2004-05	237122/-	81216/-
اقبال ٹاؤن	2002-03	81646/-	-
	2003-04	127034/-	6635/-
	2004-05	152750/-	6470/-
	2005-06	24397/-	4320/-

(د) مذکورہ بالا دونوں ٹاؤنز نے سرکاری گاڑیوں پر ہونے والے اخراجات قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے کئے ہیں لہذا کارروائی کا جواز نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ last time شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال ایک ہی گاڑی جو انہوں نے لکھی ہے وہ کب اور کتنی مالیت کی خریدی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! یہ fresh question ہے کہ گاڑی کون سے ماڈل کی ہے اور کتنی مالیت کی ہے، جو انہوں نے

سوال کئے ہیں ہم نے ان کے جواب دے دیئے ہیں۔ ویسے بھی اب تو تمام گاڑیوں کی نیلامی ہو رہی ہے۔ اب تو سوال کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: میرا سوال نمبر1602 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مویشیوں کو شہر سے باہر رکھنے کا مسئلہ

*1602: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یو سی37 اور38 باغبانپورہ گجر پورہ میں لوگوں نے مویشی رکھے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت کارپوریشن کی حدود سے مویشی باہر نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) یہ درست ہے کہ لوگوں نے یو سی 37 اور 38 میں مویشی اور جانور گھروں میں رکھے ہوئے تھے لیکن اب ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کی انتظامیہ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے یو سی 37 اور 38 میں مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے نکال دیا ہے۔ تصدیقی سرٹیفکیٹ کی کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن انتظامیہ نے یو سی۔37 اور 38 سے مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے باہر نکال دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یو سی۔37 اور38 میں ابھی تک مویشی موجود ہیں۔ آپ نے مشہور گانا بھی سنا ہو گا۔ "جی ٹی روڈ تے بریکاں وجیاں" جب یہ نہا دھو کر cattle

واپس آتے ہیں تو جی ٹی روڈ پر حادثات ہوتے ہیں۔ جواب میں یہ کہا گیا کہ یہاں سے مویشی نکال دیئے گئے ہیں۔ میرے ساتھ حاجی نوید انجم صاحب معزز رکن پنجاب اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں ان کا علاقہ میرے ساتھ یو سی 39 ہے وہاں پر بھی مویشی ابھی تک موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں تو انہوں نے یہ لکھا ہے کہ مویشی شہر کی حدود سے باہر نکال دیئے گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ابھی تک موجود ہیں۔

جناب وسیم قادر: موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں نوید انجم صاحب؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! موجود ہیں۔ ان کی بات سو فیصد درست ہے اور ہزاروں کے حساب سے وہاں پر "واڑیں" ہیں۔ یو سی۔39 کے اندر وزیر اعلیٰ صاحب نے 74 کروڑ روپے کی لاگت سے سیوریج لگوایا ہے ان بھینسوں کی وجہ سے وہ روزانہ choke رہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت یو سی۔37,38 کی بات ہو رہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب یو سی۔39 کی بھی بات ہو رہی ہے۔ یہ میرا حلقہ ہے اور یو سی۔37,38 ہمارے بھائی کا حلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو سوال پوچھا گیا ہے وہ تو یو سی۔37,38 کے حوالے سے ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! اس میں یو سی۔39 بھی لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یو سی۔39 کہاں لکھا گیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! جواب کے اندر 39 بھی لکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے جواب میں تو نہیں ہے۔ یو سی۔37,38 سے بھینسیں نکل گئی ہیں؟

جناب وسیم قادر: میں نے تو کہا بھینسیں موجود ہیں اور جی ٹی روڈ پر ان کی وجہ سے حادثات ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): یہ درست ہے کہ لوگوں نے یو سی 37اور38 میں مویشی اور جانور گھروں میں رکھے ہوئے تھے لیکن اب ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کی انتظامیہ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے یو سی۔37اور 38 میں مویشیوں کو شہر کی حدود سے نکال دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب ادھر ہی رک جائیں۔ آپ وہ جواب پڑھ رہے ہیں جو آپ کو محکمے نے لکھ کر دیا ہے۔ معزز رکن جو وہاں کے منتخب نمائندے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر بھینسیں ابھی بھی موجود ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اسی طرف ہی جا رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جانوروں کو شہر سے نکال دیا تھا، ان کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد ہائیکورٹ سے تمام زونوں کے متعلق stay مئی 2010 میں آ گیا تاکہ ان جانوروں کو باہر نکالنے سے روکا جائے۔ Stay کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی بات میں پھر contradiction آ گئی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ بھینسوں کو نکال دیا گیا تھا، stay آ گیا۔ stay تو یہ ہوتا ہے کہ جو چیز جہاں پر ہے اس کو ادھر ہی روک دیں۔ جب آپ نے ان بھینسوں کا نکال دیا تو پھر stay کس چیز پر آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! انہوں نے stay لیا کہ ہمیں جانور رکھنے دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ محکمے سے پوری تفصیل لے کر کل ہاؤس کو اس بارے میں بتائیں۔ محکمہ ہاؤس کے اندر اگر in writing کوئی چیز بھیجتا ہے اور وہ چیز اس کے برعکس ہوتی ہے تو پھر اس محکمے کے افسر کو وہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے۔ یہ ہاؤس کی sanctity کی

بات ہے کہ محکمہ اس ہاؤس کے اندر ایک سوال کا جواب لکھ کر بھیج رہا ہے اگر اس سوال پر معزز رکن اسمبلی جو اس حلقے سے تعلق رکھتا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ محکمہ غلط بات کر رہا ہے تو اس سلسلے میں صحیح پوزیشن ہاؤس کے سامنے آنی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے پاس ان تمام لوگوں کی لسٹیں بھی موجود ہیں جن کے جانور نکالے گئے، جو جانور رہ گئے تھے ان لوگوں نے ہائیکورٹ سے stay لے لیا اور stay کی وجہ سے وہ جانور ابھی بھی موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے محکمہ کے متعلقہ لوگوں کو اور معزز رکن وسیم قادر صاحب کو ساتھ رکھ کر کل تک ہاؤس کو یہ apprise کرنا ہے کیونکہ محکمہ نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ "شہر کی حدود سے باہر نکال دیا گیا ہے۔" اب یہاں پر بات دوسری ہو رہی ہے۔ اس بات کو اس طرح سے برداشت نہیں کیا جائے گا، آپ کل ہاؤس کو اس بارے میں apprise کریں گے۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! سوال کا جز (ب) ہے اس میں سوال یہ تھا کہ "کیا حکومت کارپوریشن کی حدود سے مویشی باہر نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک"؟ اب آپ ان کا جواب دیکھ لیجئے کہ "ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن انتظامیہ نے یو سی۔37 اور 38 سے مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے باہر نکال دیا ہے۔" گزارش یہ ہے کہ ان کو تو کارپوریشن کی حدود کا ہی نہیں پتا یہ تو جواب ہی سرے سے غلط ہے۔ کارپوریشن کی حدود صرف یو سی۔37,38 میں آتی ہے۔ کیا ہمارے علاقے کارپوریشن کی حدود میں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! بات آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب محکمہ کے جو ذمہ داران ہیں وہ اس پر بیٹھیں گے اور اس سوال کے جواب کو کل ہاؤس میں apprise کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اس کی clearance کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میرے سوال میں بھی یہی مسئلہ تھا آپ اگر میرے سوال کو بھی اس میں شامل کر لیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے اور وہ بات بھی میرے سامنے نہیں ہوئی۔ چلیں، میں اس کو بھی دیکھ لیتا ہوں۔ شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تلمبہ روڈ میاں چنوں کے متاثرین کی تفصیلات

*1681: رانا بابر حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ارزراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تلمبہ روڈ میاں چنوں شہر جب دورویہ بنایا گیا تھا تو اس کی تعمیر اور کشادگی کے وقت کتنی دکانیں گرائی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں نے ان دکانوں کو گراتے وقت ان کے متاثرین کو متبادل دکانیں دینے کا وعدہ کیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود متاثرین کو متبادل دکانیں یا جگہ نہیں دی گئی؟

(د) کیا حکومت متاثرین کو دکانیں / جگہ دینے کا وعدہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تلمبہ روڈ میاں چنوں شہر جب دو رویہ بنایا گیا تھا تو اس کی تعمیر اور کشادگی کے وقت بلدیہ میاں چنوں نے 164 دکانیں گرائی تھیں۔

(ب) دکانیں گرانے کا معاملہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے وجود میں آنے سے قبل کا ہے۔ جملہ کارروائی سال 2000-1999 میں ہوئی جبکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن 14۔اگست 2001 میں وجود میں آئی ریکارڈ میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ میاں چنوں کی طرف سے کسی وعدے کا ذکر نہ ہے۔

(ج) دکانداران کو کوئی متبادل جگہ / دکانیں نہیں دی گئیں کیونکہ برلب سڑک یہ دکانیں تہہ بازاری کے تحت بنائی گئی تھیں جو کہ سال 2000 میں سڑک کو چوڑا کرتے وقت گرا دی گئی تھیں۔

(د) دکانداران کو قانونی طور پر دکانیں / جگہ بطور دکانیں دینے کا کوئی وعدہ نہ تھا البتہ عدالت عالیہ پنجاب لاہور ملتان بنچ میں درخواست نظر ثانی 2000/23 کی سماعت میں وکیل دکانداران سابقہ تلمبہ روڈ نے مؤقف اختیار کیا کہ اگر بلدیہ / TMA اس جگہ کو دوبارہ کمرشل بنیاد پر دینا چاہے تو دکانداران تلمبہ کو فوقیت دی جائے جس پر وکیل بلدیہ / TMA نے تائید کی۔

ضلع قصور میں مصالحتی کمیٹیوں کی تفصیلات

*1950: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کل کتنی مصالحتی کمیٹیاں قائم ہیں؟

(ب) سال 2007 کے دوران ضلع قصور میں کتنی مصالحتی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں؟

(ج) سال 2007 کے دوران ان مصالحتی کمیٹیوں میں کتنے افراد شامل تھے، ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال 08-2007 کے دوران حکومت نے ان مصالحتی کمیٹیوں کو کتنا فنڈ مہیا کیا؟

(ہ) سال 2007 کے دوران ان مصالحتی کمیٹیوں کے ذریعے کتنے افراد مستفید ہوئے؟

(و) ضلع قصور میں مصالحتی کمیٹیوں کی تشکیل کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف تاو) ضلع قصور میں ابھی تک کوئی مصالحتی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی ضلع کونسل نے اس کے لئے کوئی فنڈ جاری کئے ہیں۔

ضلع قصور میں بوسیدہ عمارتوں کی تفصیلات

*1951: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی ایسی بوسیدہ عمارتیں ہیں جو محکمہ نے رہائش اور استعمال کے لئے خطرناک قرار دیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع قصور میں متعدد ایسی عمارتیں ہیں جو رہائش اور استعمال کے قابل نہ ہیں مگر محکمے کی ملی بھگت سے انہیں گرایا نہیں جا رہا؟

(ج) سال 2008 میں کتنی عمارتوں کو خطرناک قرار دیا گیا، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

ضلعی حکومت قصور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق ضلع کی تین تحصیلیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(الف)	ٹی ایم اے قصور	ٹی ایم اے چونیاں	ٹی ایم اے پتوکی
	سٹی قصور سی او یونٹ میں 14 خستہ حال عمارتیں ہیں۔	چونیاں میں سروے کے مطابق کل 34 بوسیدہ عمارتیں ہیں جن میں سے 28 کی مرمت کی جا چکی ہے اور 5 عمارتیں مسمار ہو چکی ہیں۔ ایک عمارت بوسیدہ حالت میں ہے جس کے مالک کو نوٹس جاری کیا جا چکا ہے۔	پتوکی میں کوئی خطرناک / خستہ حالت عمارت نہ ہے۔
(ب)	درست نہ ہے TMA نے ایک	صرف ایک عمارت رہائش کے قابل نہ	کوئی خطرناک ناک عمارت /

	خطرناک/خستہ حال عمارت کے مالک کو نوٹس جاری کیا ہوا ہے محکمہ آثار قدیمہ کی فائنل رپورٹ کے بعد کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔	ہے جس کے مالک کو نوٹس جاری کیا جا چکا ہے۔	خستہ حالت عمارت نہ ہے۔
(ج)	سال2008 میں سٹی قصور/سی او یونٹ میں کل 14 عمارات کو خطرناک اور بوسیدہ قرار دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:- 1- 2 خطرناک/خستہ عمارت کو گرایا جا چکا ہے۔ 2- ایک خطرناک/خستہ عمارت کے مالک کو نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ 3- 11 عمارات کا سروے محکمہ آثار قدیمہ نے کیا ہے اور وہ ان تاریخی عمارات کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے معاملہ زیر عمل ہے۔	ایک عمارت خطرناک/خستہ قرار دی گئی ہے جس کے مالک نجم الزمان ولد سلطان احمد محلہ مستریاں چونیاں کے نام نوٹس جاری کیا جا چکا ہے۔	کوئی خطرناک عمارت/ خستہ حالت عمارت نہ ہے۔

اوکاڑہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد سڑک کی مرمت کا مسئلہ

*** 1971: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد جو کہ اہم سڑک ہے، کی مرمت و تعمیر کے لئے پچھلے پانچ سال میں کئی دفعہ مرمت کی مد میں فنڈز جاری ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنا اہم روڈ ضلعی گورنمنٹ کی عدم توجہی کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مرمت / تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد ایک اہم سڑک ہے مگر سڑک مذکور کی سپیشل مرمت وتعمیر کی مد میں پچھلے پانچ سال کے دوران ضلعی حکومت کی طرف سے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ضلعی حکومت کی جانب سے سڑک مذکورہ پر وقتاً فوقتاً مائیز ریپیئر کی مد سے patch work کاکام بذریعہ محکمانہ لیبر ہوتا رہا ہے اور کسی قسم کی عدم توجہی نہیں کی گئی۔

(ج) جی ہاں! ضلعی حکومت سڑک مذکورہ کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔چونکہ موجودہ مالی سال ختم ہونے کو ہے لہذا آئندہ مالی سال 2010-11 کے ایکشن پلان میں سڑک شامل کر لی جائے گی۔ بعد از منظوری ایکشن پلان ودستیابی فنڈز سڑک ہذا کی مرمت کر دی جائے گی۔

ضلع ننکانہ صاحب،ڈومیسائل جاری کرنے کی تفصیلات

*2070: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ننکانہ صاحب کے ضلع کے وجود میں آنے کے بعد کتنے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے، ان کی مکمل تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

ضلع ننکانہ صاحب 01-07-2005 کو قائم ہوا۔ ننکانہ صاحب سے جاری ہونے والے ڈومیسائل سرٹیفکیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	تعداد اجرا ڈومیسائل
1	جولائی2005تادسمبر2005	2422
2	2006	12050
3	2007	13958
4	جنوری2008تانومبر2008	7896
	ٹوٹل	36326

لاہور شہر میں کثیر منزلہ عمارات کی تفصیلات

*2173: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں اس وقت کتنی عمارات 9 اور اس سے زیادہ منزلوں پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی باقاعدہ متعلقہ اداروں سے این او سی حاصل کرنے اور نقشہ منظور کروانے کے بعد تعمیر ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں؟

(ج) کتنی اور کون کون سی عمارات بغیر این او سی اور منظوری نقشہ کے تعمیر ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت لاہور شہر میں کثیر منزلہ عمارات کی تعمیر پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس کی وجہ سے بڑھتے ہوئے ٹریفک اور دیگر مسائل پر قابو پایا جاسکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شہر میں اس وقت کل 25 کثیر منزلہ عمارات ایسی ہیں جو کہ 9 منزلہ یا اس سے زیادہ کی ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے لاہور شہر میں غیر قانونی کثیر منزلہ عمارتوں کا سروے کرنے کی غرض سے ایک تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا تھا جس نے شہر بھر کی کثیر منزلہ عمارات کا معائنہ کرکے ہر عمارت کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی۔ کمیشن کی رپورٹ بمطابق لاہور شہر کے 9 ٹاؤنز میں کل 25 عمارات ایسی ہیں جو کہ 9 منزلہ یا اس سے زیادہ کی ہیں۔

(ب) ان عمارات میں 6 عمارات بغیر منظوری نقشہ جات کے تعمیر ہوئی ہیں جن کی انسپکشن ہائی رائز بلڈنگ کمیشن نے کی ہے اور ان کو کلیئرنس بھی دی ہے۔ باقی ماندہ 19 عمارات کم و بیش 15 سال یا اس سے زیادہ پرانی ہیں اور ان کے پاس منظوری نقشہ نہ ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کے مطابق ہے۔ مزید برآں ہائی رائز بلڈنگ کمیشن کی انسپکشن کردہ ان تمام عمارات کا کیس سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیر کارروائی ہے۔

(د) بلڈنگ اینڈ زوننگ بائی لاز، لینڈ یوز کلاسیفکیشن اینڈ ری کلاسیفکیشن رولز 2009 کے تحت اور متوقع نئی کمرشلائزیشن پالیسی کے تحت حکومت پنجاب کثیر منزلہ عمارتوں کی بلندی اور ان عمارات کی زیادہ سے زیادہ بلندی ہائیٹ زوننگ کے تحت مختص کی جاسکتی ہے۔ کثیر منزلہ

اور کمرشل عمارات کے نئے قواعد وضوابط کے لئے مشاورت جاری ہے اور نئی پالیسی جلد ہی متوقع ہے۔

ملتان شہر میں فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2175: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے والی کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس ماڈل کی ہیں ان میں سے کتنی چالو حالت میں اور کتنی خراب ہیں؟

(ب) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے کے لئے کون کون سے آلات اور مشینری ہے، یہ کب خرید کی گئی تھی، اس میں کتنی چالو حالت اور کتنی خراب ہے؟

(ج) کیا فائر بریگیڈ ملتان کے پاس 8 سے اوپر کی منزلوں کی آگ پر قابو پانے کے لئے گاڑیاں ہیں اگر ہاں تو کتنی ہیں؟

(د) فائر بریگیڈ ملتان کی ٹیم میں اس وقت کتنے فائر فائٹر کام کر رہے ہیں، ان فائر فائٹر کو کہاں کہاں سے آگ پر قابو پانے کی تربیت دلوائی گئی ہے؟

(ہ) کیا فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آٹھ سے اوپر کی منزلوں پر آگ پر قابو پانے کے لئے مطلوبہ آلات اور مشینری ہے اگر نہیں تو کیا حکومت موجودہ دور کے مطابق مشینری اور آلات فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس درج ذیل 12 عدد فائر گاڑیاں موجود ہیں جن میں سے 10 چالو حالت میں ہیں اور 2 گاڑیاں قابل مرمت ہیں:۔

1	ہیوی فائر وہیکل ہینو	ماڈل2000	2عدد
2	ہیوی فائر وہیکل بیڈ فورڈ	ماڈل1996	ایک عدد
3	ہیوی فائر وہیکل بیڈ فورڈ	ماڈل1983	2عدد
4	ہیوی فائر وہیکلBMC	ماڈل1973	ایک عدد
5	لائٹ فائر وہیکلISUZU	ماڈل2006	ایک عدد

6	لائٹ فائر وہیکل MAZDA	ماڈل1987	2عدد
	ٹی ایم اے شجاع آباد		
1	ہیوی فائر وہیکل ہینو	ماڈل2005	ایک عدد
2	لائٹ فائر وہیکل ISUZU	ماڈل2005	ایک عدد
	ٹی ایم اے جلال پور پیروالا		
1	لائٹ فائر وہیکل ISUZU	ماڈل2006	عدد
	ریسکیو1122 ملتان		
1	لائٹ فائر وہیکل ISUZU	ماڈل2006	10عدد
2	ہیوی فائر وہیکل واٹر باؤزر	ماڈل2006	ایک عدد
3	ایریل پلیٹ فارم	ماڈل2008	ایک عدد
4	فائر سوٹ		30عدد
5	بریدنگ اپریٹس		10عدد
6	کیمیکل فوم		3000لیٹرز

(ب) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے کے لئے درج ذیل آلات اور مشینری موجود ہے جو کہ سال 08-2007 کے دوران خریدی گئی تھی اور چالو حالت میں ہے:-

کینوس ہوز پائپ	7000فٹ
کیمیکل فوم	400لیٹر
گیس ماسک	12عدد
بریدنگ اپریٹس	3عدد
فائر مین سوٹ	3عدد
CO2 سلنڈرز	12عدد
DCP سلنڈرز	12عدد

(ج) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے پاس کوئی ایسی ہائیڈرالک پلیٹ فارم والی گاڑی نہ ہے جو کہ بلند وبالا پلازوں میں آگ لگنے کی صورت میں استعمال کی جا سکے۔

(د) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کی ٹیم میں اس وقت 118 فائر فائٹر کام کر رہے ہیں ان فائر فائٹرز نے سول ڈیفنس ملتان، لاہور اور اسلام آباد انسٹیٹیوٹ سے ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے۔

(ہ) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے پاس 3 سے 4 منزلہ عمارت کی آگ بجھانے کا بندوبست ہے اور اس سے اوپر بلندی پر آگ بجھانے کا کوئی انتظام نہ ہے۔ریسکیو 1122 کے پاس ایریل پلیٹ فارم والی گاڑی ہے جو کہ 60 سے 70 فٹ تک آگ بجھانے کے کام آسکتی

ہے ناکافی ہے اور ان کے پاس تمام فائر یونٹ 10عدد چھوٹی گاڑیاں ہیں جو کہ بڑی آگ پر قابو پانے کے لئے مددگار نہ ہیں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے بجٹ میں گنجائش نہ ہے لہذا حکومت پنجاب 8 سے 10 بالائی منزل میں آگ بجھانے اور بڑی آگ پر قابو پانے کے درج ذیل گاڑیوں کے لئے فنڈز فراہم کرے:۔

ہائیڈرالک پلیٹ فارم 100فٹ لیڈر	1عدد
ہیوی فوم ٹینڈر	1عدد
(برائے آئل ڈپو، پینٹ سٹور / فیکٹریز، پٹرول پمپس)	
ہیوی فائر یونٹ	2عدد
ہیوی فائر انجن	2عدد

نوٹ: ڈی سی او سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ آٹھویں اور اس سے اوپر کی منزلوں پر آگ پر قابو پانے کے لئے فائر بریگیڈ کے لئے گاڑیاں خریدنے کے لئے الگ سے کیس حکومت پنجاب کو بھیجے۔ اس کے علاوہ سول ڈیفنس کے آفیسرز کو صنعتی اور تجارتی مقامات پر آگ بجھانے کے انتظامات کی انسپکشن کی اجازت کے سلسلہ میں محکمہ داخلہ کو کیس بھیجے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

فتح جنگ میں واٹر سپلائی سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*2254: **جناب شیر علی خان:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے کے تحت فتح جنگ کے لئے 06-2005 میں واٹر سپلائی سکیم بنی ہوئی تھی اگر ہاں تو اس کی لاگت کتنی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سکیم پر کام شروع کر دیا گیا ہے، اس وقت کام کی کیا پیش رفت ہے اور اگر کام شروع نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) منظور شدہ سکیم اور فنڈز کے باوجود سکیم پر عملدرآمد نہ کرنے والے متعلقہ اہلکاران اور افسران کے نام، پتے اور عرصہ تعیناتی بیان کیا جائے؟

(د) نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اس غفلت پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال2005-06 میں فتح جنگ شہر کے لئے پہلے سے بنی ہوئی سکیم برائے واٹر سپلائی تھی جو کہ 1995-96 میں بنی تھی اور اس پر تقریباً ایک کروڑ ستر لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے مگر آبادی زیادہ ہونے کی بنا پر اس سکیم کوrehabilitate کرنے کی ضرورت ہے اس لئے2005-06 میں ٹی ایم اے نےPMDFC کے ساتھMatching grant کے تحت rehabilitation of Urban Water Supply Scheme Fateh Jangپر منصوبہ بنایا جس پر تقریباً بائیس کروڑ روپے لاگت آنا تھی اور اس کا پندرہ فیصد ٹی ایم اے نے ادا کرنا تھا۔

(ب) PMDFC اور TMA کے درمیان MOU دستخط ہونے کے بعدPMDFC نے TMA سے جو ڈیمانڈ کی وہ پوری کر دی گئی اور اس سکیم میں شامل فلٹریشن پلانٹس کی تعمیر کے لئے جگہ بھی خرید لی گئی۔اس منصوبے کا ڈیزائن NESPAK نے بنایا تھا جنہوں نے مارچ2009 میں ایک ڈیزائن دیا جس سے فتح جنگ شہر کی ضروریات پوری نہ ہوئی تھیں۔اس لئے TMA نے شہر کے تمام علاقے ڈیزائن میں شامل کرنے کے لئے کہا مگر تاحال فائنل ڈیزائن ٹی ایم اے کو نہ بھیجا گیا ہے اس لئے سکیم پر کوئی کام شروع نہ ہو سکا ہے۔

(ج) جیسا کہ ضمن نمبر (ب) میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ NESPAK کے بروقت ڈیزائن مکمل نہ کرنے کی وجہ سے ہی کام شروع نہ کیا جا سکا اس لئے منصوبہ کے شروع نہ کرنے کا الزام کسی دیگر کے ذمہ نہ کیا جا سکتا ہے۔

(د) چونکہ TMA میں کسی افسر کی غفلت نہ ہے اس لئے کسی ملازم کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

تحصیل چنیوٹ، گراؤنڈز اور سٹیڈیمز سے متعلقہ تفصیلات

*2294:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چنیوٹ تحصیل میں ٹی ایم اے اور صوبائی حکومت کے زیر انتظام کتنے گراؤنڈ اور سٹیڈیم ہیں؟

(ب) ان تمام گراؤنڈ اور سٹیڈیم کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین ہیں اور ان کی تنخواہیں کتنی ہیں؟

(ج) چنیوٹ نیشنل ہاکی سٹیڈیم کی ضروری تعمیرات کمرے برائے مہمان ٹیمز، گراؤنڈ کی لیولنگ کے لئے مشین اور کاٹنے والی مشین موجود ہے؟

(د) اگر حکومت ان تمام سہولیات کو مہیا کرنا چاہتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایم اے چنیوٹ کے زیر اہتمام سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک ہاکی سٹیڈیم اور رجوعہ سادات میں ایک گراؤنڈ ہے۔

(ب) ہاکی سٹیڈیم سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک ملازم تعینات ہے اور اس کی تنخواہ۔/4800روپے ماہانہ ہے۔

(ج) مذکورہ سہولیات میسر نہیں ہیں البتہ کھلاڑیوں کی ڈریسنگ کے لئے ایک کمرہ موجود ہے۔ سٹیڈیم کی چاردیواری سیڑھیاں، شیڈ، لیٹرین اور پانی کا انتظام موجود ہے۔ سٹیڈیم میں گھاس کاٹنے کا انتظام نہ ہے۔ تاہم گھاس کاٹنے کی مشین TMA کے پاس پہلے سے موجود ہے۔

(د) ٹی ایم اے نے درج بالا سہولیات مہیا کرنے کے لئے ADP برائے سال 09۔2008 میں مبلغ 10.00 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک منظوری کی ہے جس کے ٹینڈر منظور ہونے کے بعد ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ہے جس میں کھلاڑیوں کے ٹھہرنے کے لئے دو عدد کمرہ جات roller اور گھاس لگانے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ سکیم ہذا کی انتظامی منظوری بذریعہ چٹھی نمبر TMA/CHT/I&S/06 مورخہ 2009۔02۔28 کو دی گئی ہے (کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اشتہار کی کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ورک آرڈر بذریعہ چٹھی نمبری No.46 مورخہ 2009۔04۔17 کو جاری کیا گیا (کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

راولپنڈی میں لگائے گئے واٹر فلٹر پلانٹس سے متعلقہ تفصیل

*2324: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں اب تک کتنے واٹر فلٹر پلانٹس لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان فلٹریشن پلانٹس کی صفائی اور maintenance کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جناب صدر اور وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت پر وزارت ماحولیات اسلام آباد نے فلٹریشن پلانٹس لگانے کا منصوبہ 2005 میں شروع کیا تھا جس کو دو مرحلوں میں مکمل کیا جانا تھا تاکہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا سکے- پہلے مرحلہ میں تحصیل / ٹاؤن کی سطح پر پنجاب میں 146 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے تھے جس میں سے پنجاب کی 116 تحصیل / ٹاؤنز میں پلانٹ لگائے جا چکے ہیں اور باقی 30 پلانٹ دوسرے مرحلہ میں لگائے جائیں گے دوسرے مرحلہ میں پنجاب کی ہر یونین کونسل میں ایک پلانٹ لگایا جائے گا- پنجاب کی یونین کونسلوں کی تعداد 3464 ہے- ضلع راولپنڈی میں اب تک وفاقی حکومت کے تعاون سے 8 فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں- جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(1) گجر خان ٹاؤنز:	حمید ہسپتال روڈ ہاؤسنگ سکیم نمبر (1) سٹی گجر خان
(2) ٹیکسلا ٹاؤن:	میں ایک پلانٹ چکلالہ
(3) کہوٹہ ٹاؤن:	پولیس سٹیشن نزد OHR کہوٹہ
(4) کوٹلی ستیاں ٹاؤن:	بوائز پرائمری سکول مین بازار
(5) مری ٹاؤن:	واٹر ریزروائر نزد کشمیر پوائنٹ
(6) راول ٹاؤن:	سیکٹر III مین روڈ خیابان سرسید U.C No. 11
(7) پوٹھوہار ٹاؤن:	ہیال یونین کونسل دھمیال
(8) کلر سیداں ٹاؤن:	بوائز ہائی سکول

اس کے علاوہ ضلع راولپنڈی کے ٹی ایم ایز نے کچھ واٹر فلٹریشن پلانٹس ٹی ایم ایز کے بجٹ یا پرائیویٹ فرموں/NGOs نے بھی لگائے ہیں۔

(ب) ان فلٹریشن پلانٹس کی(Operation & Maintenance) کا ٹھیکہ M/S Rain Drop So-Safe کو دیا گیا ہے۔جو باقاعدگی سے maintenance کی جا رہی ہے۔

قصور، پی پی۔176 میں ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*2345: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حلقہ پی پی۔176 قصور میں گلیوں کا سولنگ پختہ نالیاں، پلیاں وغیرہ اور ملحقہ آبادیوں کے لئے کوئی فنڈ سال2008-09 کے بجٹ میں جاری کیا ہے تو کتنا اور کس کس مد میں تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال2002 تا2007 حلقہ پی پی۔176 کے لئے حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت نے کوئی توجہ نہ دی جس کی وجہ سے حلقہ کے گاؤں کے سولنگ، نالیاں اور پلیاں جوں کی توں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت مذکورہ حلقہ کی ترقی پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس کی گلیاں اور نالیاں/پلیاں پختہ کرنے اور نئی پلیاں تعمیر کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2008-09 میں سولنگ /نالیاں/پلیوں کی تعمیر کی بجائے حلقہ پی پی۔176 میں سڑکات کی تعمیر کے لئے فنڈ مہیا کئے گئے ہیں۔دوران سال2008-09 اندازاً مبلغ81.000 ملین ازاں ضلعی سالانہ تعمیراتی پروگرام سے تعمیر سڑکات حلقہ پی پی۔176 میں مہیا کئے گئے۔

I) 4عدد نئی سڑکات کے لئے 41.000 ملین روپے

II) 8عدد جاریہ سڑکات کے لئے40.000 ملین روپے

(ب) حلقہ پی پی۔176 میں 11یونین کونسلیں ہیں۔سابقا سالوں 03-2002تا08-2007 اندازاً 11.000 ملین ہر مالی سال میں ڈسٹرکٹ بجٹ میں برائے تعمیر سولنگ، نالیاں، سڑکیں وغیرہ بحساب1.000 ملین ہر یونین کونسل کے لئے مختص کئے گئے۔

(ج) برائے مالی سال10-2009 کے ترقیاتی منصوبہ جات کی ترجیح وار نشاندہی جناب عزت مآب ملک اختر حسین نول فرمائیں جس پر حکومتی ہدایات و پالیسی کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔

جنوبی پنجاب کے اضلاع کے ارکان اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز کا مسئلہ

*2364: میاں شفیع محمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساؤتھ پنجاب کے اضلاع رحیم یار خان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر، ملتان اور وہاڑی میں ترقیاتی فنڈز میں disparity ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس disparity کے باعث اراکین اسمبلی میں تشویش پائی جاتی ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ disparity کا ازالہ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ مالی سال میں حکومت پنجاب محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے توسط سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام چلا رہی ہے۔اس پروگرام کے تحت 2376 ملین روپے کی رقم صوبائی اسمبلی کے 297 حلقوں کے لئے مختص کی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اسی طرح مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والے ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے 592 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔اس طرح ہر صوبائی اسمبلی کو تخصیص8 ملین روپے کی ترقیاتی سکیمیں تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔اس

طرح سوال کردہ ضلع جات میں فنڈز کی تقسیم اس طرح سے ہے۔رحیم یار خان 104 ملین، بہاولپور 80 ملین، بہاولنگر 64 ملین، ڈیرہ غازی خان 56 ملین، ملتان 104 ملین اور وہاڑی میں 64 ملین روپے۔

اس برابر تقسیم سے یہ واضح ہے کہ ترقیاتی کاموں میں کوئی disparity نہیں ہے۔

(ب) نہیں، جواب جز (الف) میں واضح ہے۔

(ج) ضرورت نہیں، جواب جز (الف) میں واضح ہے۔

سرائے عالمگیر، موضع گڑھا جٹاں کی لنک روڈ کی تعمیر

*2365: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل سرائے عالمگیر کے موضع گڑھا جٹاں کی لنک روڈ نئے سرے سے تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی تعمیر کے سلسلہ میں قواعد وضوابط کے تحت ٹینڈر طلب کئے گئے تھے، اگر ہاں تو کس اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اور کس تاریخ کو، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے۔موضع گڑھاں جٹاں لنک روڈ نئے سرے سے تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکیم کے فنڈز محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری FD (W&M)1-31/08-09/119 مورخہ 20-10-2008 کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کو جاری ہوئے۔(تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) انتظامی منظوری ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی گجرات بذریعہ چٹھی نمبری 7(21)DDC/GRT/2008 مورخہ 07-11-08 ہوئی۔جس کا تخمینہ 4.00 ملین ہے اس کے ٹینڈر بذریعہ ڈائریکٹر جنرل پنجاب پبلک ریلیشن لاہور روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 06-12-2008 شائع ہوئے۔تفصیل

تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مذکورہ سکیم اخبار میں سیریل نمبر19 پر درج ہے۔
تمام قواعد وضوابط مکمل ہونے کے بعد تعمیراتی کام شروع کیا گیا۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے کمرشلائزیشن پر پابندی لگانے کی تفصیلات

*2387: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کمرشلائزیشن پر کب پابندی لگائی؟

(ب) یہ پابندی لگانے کی وجوہات کیاہیں اس پابندی لگانے کامشورہ حکومت کوکس نے دیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس پابندی کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ شہر میں ٹریفک کے مسائل میں اضافہ ہورہاہے اور پارکنگ کے لئے جگہ جو پلازے بن رہے ہیں ان میں جگہ مختص نہیں کی جاتی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے پاس سی این جی سٹیشن کے 62 کے قریب کیس پینڈنگ ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سی این جی سٹیشن میں پارکنگ کے لئے جگہ مختص کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے؟

(و) کیا حکومت لاہور میں کمرشلائزیشن پر سے پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) عدالت عالیہ پنجاب لاہور کی ہدایات کی روشنی میں حکومت پنجاب میں کمرشلائزیشن پر عارضی طور پر مورخہ 22-05-2007 کوایک میٹنگ کے دوران پابندی لگادی گئی تاکہ تمام شہروں میں یکساں رولز نافذ العمل کئے جاسکیں۔

(ب) عدالت عالیہ پنجاب لاہور بذریعہ پٹیشن 13572/06 اور سپریم کورٹ آف پاکستان بذریعہ سول پٹیشن 2159/2/2002 مورخہ 13-06-03 کی روشنی میں مندرجہ ذیل وجوہات کی

بنا پر کمرشلائزیشن پر عارضی طور پر پابندی عائد کی گئی تاکہ نئے رولز مرتب کرنے کے بعد کمرشلائزیشن پر عملدرآمد کیا جاسکے:۔

I) مروجہ رولز مختلف قوانین کے تحت تیار کئے گئے۔

II) مذکورہ قوانین کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود میں نافذالعمل نہ تھے جو کہ ایک قانونی سقم تھا۔

(ج) درست ہے کہ لاہور شہر میں کمرشل عمارات پلازہ جات بننے اور گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے پارکنگ اور ٹریفک کے مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ حکومت پاکستان محکمہ انڈسٹریز کی طرف سے گزٹ نوٹیفکیشن بذریعہ نمبریRO.1(KE)/2007 مورخہ 09-01-2007 کے مطابق سی این جی لگانے کے لئے NOC متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے حاصل کیا جاتا ہے۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے مطابق ٹاؤن خود مختار ادارے ہیں جو کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت نہ ہیں۔

(ہ) درست ہے کہ سی این جی سٹیشن میں پارکنگ کے لئے الگ سے کوئی جگہ مختص نہ کی جاتی ہے۔

(و) اس ضمن میں عرض ہے کہ Punjab Land Use (Classification, Re-classification & Re-Development رولز 2009 کا اجراء ہو چکا ہے اور اس وقت کمرشلائزیشن پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جلال پور بھٹیاں، سیوریج نالے پر تجاوزات

*2421: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سے گزرنے والا نالہ تجاوزات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرانا نالہ ٹاؤن بھٹیاں پر تجاوزات کی تعمیرات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے اور اس میں سے اب گندا پانی نہیں گزر رہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تجاوزات کو ختم کروا کر نالہ کو اس کی اصلی حالت میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ سیوریج وغیرہ کا پانی گزر سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق متن اسمبلی سوال ریونیو ریکارڈ ملاحظہ کیا گیا جس کے مطابق رقبہ نالہ مذکورہ کی پوزیشن / ملکیت رقبہ نالہ زیر تجاوز اور نالہ میں پانی کے بہاؤ کی بابت رپورٹ پیش خدمت ہے۔

دراصل نالہ مذکور 10 کنال 2 مرلہ پر مشتمل ہے جو کہ سرکاری اور پرائیویٹ مالکان کے رقبہ سے گزرتا ہے بمطابق ریونیو ریکارڈ تفصیل درج ذیل ہے:

(i) رقبہ پرائیویٹ مالکان زیر نالہ 08 کنال 05 مرلے

(ii) سرکاری رقبہ زیر نالہ 01 کنال 17 مرلے

(ب) جہاں تک نالہ مذکور پر تجاوزات کا تعلق ہے نالہ پر کسی قسم کی کوئی تجاوز نہ پائی جاتی ہے اور شہر کا پانی بغیر کسی رکاوٹ کے نالہ مذکور میں سے گزر رہا ہے۔

(i) نقشہ موقع (تتمہ (الف)) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) نالہ مذکورہ پرائیویٹ مالکان کے رقبہ سے شروع ہو کر سرکاری رقبہ 5 کنال 9 مرلے 2 سرساہی کو جا ملتا ہے۔ جس طرح اوپر وضاحت کی گئی کہ سرکاری رقبہ میں سے صرف ایک کنال 17 مرلہ زیر نالہ ہے جبکہ بقیہ رقبہ 3 کنال 12 مرلہ پر مختلف لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ سرکاری رقبہ نالہ کے دوسرے کونہ پر ہے جس پر نالہ تعمیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ سرکاری رقبہ صرف جوہڑ کی شکل اختیار کر جائے گا۔ مزید یہ کہ نالہ ہذا سی سی بی کے تحت پختہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اگر ہم ملکیت کے ایشو کو چھیڑیں گے تو پرائیویٹ مالکان جن کے رقبہ سے نالہ گزر رہا ہے مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے تعمیر نالہ متاثر ہو سکتی ہے لہٰذا عوامی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس معاملہ کو نہ چھیڑا جانا مناسب ہو گا۔

بہاولپور شہر میں پارکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2443: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں کتنے پارک کس کس جگہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 میں سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) گلزار صادق پارک کس کی ملکیت ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کی improvement کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بہاولپور شہر میں آٹھ پارک موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل پارکس ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور

نمبر شمار	نام پارک	رقبہ
1	پارک الانجی پیر، ماڈل ٹاؤن سی	136956 مربع فٹ
2	پارک ٹرسٹ کالونی	102010 مربع فٹ
3	فرید پارک (لیڈیز پارک) سرائیکی چوک ماڈل ٹاؤن بی	2270553 مربع فٹ
4	پارک ماڈل ٹاؤن بی نزد خضرا مسجد	21000 مربع فٹ
5	کشمیر پارک فرید گیٹ	3889.5 مربع فٹ
6	مادر ملت پارک کمرشل ایریا سیٹلائیٹ ٹاؤن	259618 مربع فٹ
7	ویو پارک بورسٹل جیل فرید گیٹ	126119 مربع فٹ
8	غوثیہ پارک سیٹلائیٹ ٹاؤن	41688 مربع فٹ

(ب) شہر میں موجود آٹھ پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے 34 ملازمین تعینات ہیں۔

(ج) پارکوں کی دیکھ بھال مع تنخواہ سال2006-07 مبلغ-/5507473روپے سال2007-08 میں مبلغ -/5870077روپے خرچ ہوئے اور سال2008-09 کے لئے بجٹ میں -/7495000روپے مختص کئے گئے ہیں-

(د) گلزار صادق پارک ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کی ملکیت ہے مگر اس پر قبضہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ہے- تمام عدالت ہائے سے ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کے حق میں فیصلے کے باوجود کنٹونمنٹ بورڈ نے پارک ہذا کا قبضہ ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کو تاحال نہ دیا ہے- چونکہ گلزار صادق پارک
ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کی ملکیت ہونے کے باوجود کنٹونمنٹ بورڈ کے قبضہ میں ہے- جونہی پارک کا قبضہ ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کو حاصل ہو گا اس کی improvement کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائیگی-

بلدیاتی اداروں کے سکولوں کے ملازمین کے مسائل

*2444: رانا بابر حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ضلعی نظام کے رائج کے بعد سابقہ بلدیاتی اداروں کے سینکڑوں سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالہ کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تعلیمی اداروں میں تعینات ملازمین کو پنشن کی ادائیگی ابھی تک متعلقہ ٹی ایم اے سے ہوتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کی رخصت، پنشن، گریجویٹی کی ادائیگی اور دیگر انتظامی امور کا اختیار ابھی سابقہ نظام کے تحت چل رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کو رخصت اور انتظامی امور کے لئے پہلے اپنی درخواست/کیس محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران سے سفارش کروانے کے بعد ٹی ایم اے یا ضلعی حکومت کو ارسال کرنا پڑتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح ان ملازمین کو کافی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(و) کیا حکومت سابقہ بلدیاتی اداروں کے سکولوں اور ان کے ملازمین کے پنشن، تنخواہ، رخصت اور دیگر انتظامی امور کا اختیار بھی محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے سابقہ بلدیاتی اداروں کے تمام تعلیمی اداروں کو نئے نظام کے تحت پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی روشنی میں ضلعی حکومتوں کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے اور وہی ادا کرتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے ان ملازمین کی رخصت، پنشن، گریجویٹی کی ادائیگی اور دیگر تمام انتظامی امور کے اختیارات نئے نظام کے تحت متعلقہ ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ ان ملازمین کی رخصت اور دیگر معاملات کی مجاز متعلقہ ضلعی حکومت ہے۔ جبکہ TMA کا اس معاملہ میں کوئی کردار نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) چونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت یہ تمام تعلیمی ادارے ضلعی حکومتوں کی تحویل میں دیئے جا چکے ہیں۔ قانون کے مطابق ان ملازمین کی پنشن، تنخواہ، رخصت اور دیگر انتظامی امور متعلقہ ضلعی حکومت کے سپرد ہیں اور ضلعی حکومت کے افسران قانون کے مطابق فرائض سرانجام دے رہے ہیں اس لئے حکومت یہ اختیارات محکمہ تعلیم کو دینے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن

*2478: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں تجاوزات اور قبضہ گروپوں کے خلاف شروع کیا گیا آپریشن انتہائی سست روی کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت اس شہر میں تجاوزات کے خاتمے اور قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن تیز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ میں تجاوزات اور قبضہ گروپ کے خلاف شروع کیا گیا آپریشن ہرگز سست روی کا شکار نہ ہوا ہے بلکہ گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج پسرور روڈ کی جگہ جو کہ 14 مرلہ تھی واگزار کروا کر کالج کے حوالے کی ہے۔اسی طرح محکمہ تعلیم کے نام منتقل شدہ اراضی جو کہ 9 کنال بنتی ہے بھی قبضہ گروپوں (جاوید لنمبردار وغیرہ اور محمد افضل وغیرہ) سے واگزار کروا کے محکمہ تعلیم کے حوالے کی جا چکی ہے۔کھیالی ٹاؤن میں 248 پختہ تجاوزات اور 1085 عارضی تجاوزات ختم کی جا چکی ہیں نیز انٹی انکروچمنٹ سکواڈ بھی تشکیل دیئے گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(i) ٹی ایم قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن: محبوب عالم پرائمری سکول کی دکانات واگزار کرانے کے لئے نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔مذکورہ کمرے جو کہ قبضہ گروپ کے زیر استعمال تھے بند کر دیئے گئے ہیں۔یہ پورے پنجاب میں تجاوزات کے خلاف کی گئی بہت بڑی کارروائی تھی۔

(ii) ٹی ایم اے اروپ ٹاؤن: جی ٹی روڈ، عزیز کراس ماڈل ٹاؤن اور اندرون جنرل بس سٹینڈ سے تجاوزات ختم کر دی گئی ہیں بذریعہ ٹکٹنگ مبلغ-/96000 روپے جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔

(iii) ٹی ایم اے نندی پور ٹاؤن: جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج کی 14 مرلے جگہ واگزار کروائی گئی ہے جبکہ 832 تجاوزات کنندگان کو 7 لاکھ سے زائد جرمانہ کے ٹکٹ بھی جاری کئے گئے ہیں۔

(iv) ٹی ایم اے کھیالی شاہ پور ٹاؤن میں 248 پختہ تجاوزات اور 1085 عارضی تجاوزات ختم کی جا چکی ہیں نیز تجاوزات کنندگان کو 7 لاکھ 80 ہزار کے جرمانہ کے ٹکٹ بھی جاری کئے گئے ہیں اور 4 مقدمات بھی درج کروائے گئے ہیں۔

(ب) جی ہاں! شہر میں تجاوزات اور قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن مہم انتہائی زور شور سے جاری ہے بلکہ ضلع گوجرانوالہ میں جملہ ٹی ایم او صاحبان اپنے اپنے حلقہ میں باقاعدہ پروگرام کے تحت تیزی سے کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی تفصیلات

*2525: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی مرمت و تعمیر کے لئے یکم جولائی2005 سے یکم جنوری2009 تک کتنی رقوم خرچ کی گئی ہیں اور کتنی لمبائی کی سڑکات ٹھیک (مرمت) یا دوبارہ تعمیر کی گئی ہیں۔ ان کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے یکم جولائی2005 سے یکم جنوری2009 تک جتنی رقوم خرچ کی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	تعمیر نئی سڑکات تعدادی 13 کل لمبائی 5.168 کلومیٹر (سولنگ سیور وغیرہ)	12.194 ملین روپے
2	امپرومنٹ روڈز تعدادی 5 کل لمبائی 0.886 کلومیٹر	3.563 ملین روپے
3	پیچ ورک مختلف سڑکات شہر پاکپتن	1.195 ملین روپے
4	زیر کار سڑکات تعدادی 5 عدد	2.963 ملین روپے
	میزان اخراجات	19.915 ملین روپے

گوجرانوالہ میں ٹریفک سگنل لگانے کی تفصیلات

*2597: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں کس کس چوک پر ٹریفک سگنل لگائے گئے ہیں؟

(ب) کس کس اہم چوک یا جگہ ٹریفک سگنل نہ ہیں؟

(ج) کیا متعلقہ ضلعی حکومت / صوبائی حکومت اس شہر کے ہر اہم چوک / جگہ پر ٹریفک سگنل لگانے اور جو ٹریفک سگنل خراب ہیں ان کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں 19 اہم چوک ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عزیز کراس، خیبر کٹ، نگار چوک، کنگنی والا چوک، کچہری، جیل چوک، چرچ چوک، کھیالی بائی پاس، شیخوپورہ موڑ، شمسی چوک، ریجنٹ موڑ، دستگیر چوک، فیروزوالہ پل، چھچھر والی پل+ پرانی چونگی چھچھر والی، دھلے چوک، سیٹلائیٹ ٹاؤن مارکیٹ چوک، فاروق شہید چوک، RPO آفس اور شیل پمپ blinkers ان چوکوں پر کوئی بھی ٹریفک سگنل نصب نہ ہے۔

(ب) کسی بھی چوک پر ٹریفک سگنل نصب نہ ہیں۔

(ج) جملہ چوک ہائے پر ٹریفک سگنل لگانے کے لئے سروے کیا جا رہا ہے۔ پہلے مرحلہ میں اس وقت مختلف چوک ہائے میں سٹاپ لائنز، سٹڈ مارک اور زیبرا کراسنگ کا کام مکمل ہو رہا ہے جس کے لئے 3.100 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے بعد شہر کے مصروف ترین چوکوں عزیز کراس، شمسی چوک، خیبر کٹ، ریجنٹ چوک، کچہری چوک اور چرچ چوک وغیرہ میں ٹریفک سگنل لگائے جائیں گے۔

پی پی۔108 میں سٹیئرنگ کمیٹی کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2615: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات کے حلقہ پی پی۔108 میں سٹیئرنگ کمیٹی کے ممبران کی تعداد کیا ہے اور ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ کمیٹی تشکیل دینے کی اتھارٹی کون ہے؟

(ج) کیا عام انتخاب میں ہارے ہوئے افراد کو مذکورہ کمیٹی کا ممبر نامزد کیا جا سکتا ہے؟

(د) کیا ممبران سٹیئرنگ کمیٹی کے پاس یہ اختیار ہے کہ electedایم پی اے کی طرف سے دی گئی سکیموں کو اپنی مرضی سے پسند ناپسند کے مطابق تبدیل کرنے کی تجاویز دیں، اگر نہیں تو مذکورہ حلقہ کے ممبران کمیٹی کس اتھارٹی کے تحت سکیمیں تبدیل کرنے کی تجاویز دے رہے ہیں جبکہ ان سکیموں کے لئے electedایم پی اے کو حکومت کی طرف سے فنڈز جاری کئے گئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مفاد عامہ کے نقطہ نظر سے پیش کی گئی ایم پی ایز کی سکیموں پر من و عن عملدرآمد کرنے کے لئے مذکورہ کمیٹی کو پابند بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی گجرات کے کل ممبران کی تعداد 17 ہے۔ ایک ممبر نوابزادہ مظفر علی خان کا تعلق حلقہ پی پی۔108 سے ہے۔ نوٹیفکیشن فہرست ممبران نمبر SO(D II)5-35/2008(PDP) مورخہ 21-8-2008 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کمیٹی تشکیل دینے کا اختیار بروئے نوٹیفکیشن نمبر SO.II D-(LG)5-35/2008(PDP) مورخہ 20۔مئی 2008 وزیر اعلیٰ صاحب کو ہے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن نمبر SO.D-II(LG)5-35/2008(PDP) مورخہ 20۔مئی 2008 کے تحت منتخب نمائندگان / معززین / سماجی شخصیات کو ممبر ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی نامزد کیا جاتا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نوٹیفکیشن نمبر SO.D-II(LG)5-35/2008(PDP) مورخہ 01-01-2009 کی ذیلی شق 1(iii) کے تحت فنڈز صوبائی حلقہ کی بنیاد پر مختص کئے گئے۔ نیز 1(V) کے تحت ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی کو منصوبہ جات initiate کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام منصوبہ جات سٹیئرنگ کمیٹی نے گائیڈ لائن کے مطابق بحث و تمحیص کے بعد بہترین مفاد عامہ میں منظور کئے ہیں۔ صوبائی حلقہ پی پی۔108میں 6منصوبہ جات ایم پی اے چودھری خالد اصغر گھرال کے تجویز کردہ ہیں اور صرف2منصوبہ جات سٹیئرنگ کمیٹی نے initiateکئے ہیں۔

ٹبہ بدر شیر مہاجر کالونی بہاولپور کے مسائل

*2736: جناب ذوالفقار علی: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹبہ بدر شیر مہاجر کالونی بہاولپور کتنے نفوس پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ کالونی ایشیاء کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو سابقہ دور حکومت میں کچی آبادی بھی ڈیکلیئر کر دیا گیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز ہونے کے باوجود اس آبادی میں سڑکیں، سیوریج اور دیگر بنیادی سہولیات کا فقدان ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کالونی میں سڑکیں بنانے، سیوریج بچھانے، واٹر سپلائی فراہم کرنے اور دیگر بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کچی آبادی ٹبہ بدر شیر 2250گھرانوں اور مہاجر کالونی1156گھرانوں پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ کالونی ایشیاء کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے۔

(ج) ٹبہ بدر شیر مورخہ 1986-08-27کو کچی آبادی ڈیکلیئر ہوئی۔

(د) درست نہ ہے۔اس آبادی میں بجلی 100فیصد، سوئی گیس 80فیصد، واٹر سپلائی 90فیصد، سڑکات65فیصد، سولنگ45فیصد ہے۔

(ہ) جی ہاں! حکومت اس کچی آبادی میں مذکورہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کے تخمینہ جات بلدیہ بہاولپور نے تیار کر کے متعلقہ اداروں کو بھجوا دیئے ہیں۔جن پر غور و خوض

اور منظوری کا معاملہ صوبائی مانیٹرنگ کمیٹی برائے کچی آبادیات کی میٹنگ منعقدہ مورخہ 15-09-2009 میں دیگر 253 ترقیاتی سکیمیں برائے کچی آبادیز کے تخمینہ جات (جو پنجاب بھر کے مختلف بلدیاتی اداروں کو بھجوائے گئے) کے ہمراہ پیش کئے گئے تھے۔ جس میں یہ طے پایا کہ اس پر کچی آبادیوں میں کثیر منزلہ فلیٹس بنانے کے لئے منصوبہ کی حتمی منظوری کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

پی پی۔288 میں سیور تیج کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*2852: میاں شفیع محمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے گزشتہ پانچ سال میں حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں سیور تیج کے کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کتنے منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے نامکمل ہیں تفصیل بتائی جائے، نیز جو نامکمل ہیں حکومت انہیں کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جو سیور تیج سسٹم پرانے اور ناکارہ ہو چکے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے اور کیا حکومت ان کو دوبارہ فعال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ حکومت نے حلقہ پی پی۔288 میں درج ذیل سیور تیج کے منصوبہ جات تعمیر کئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سال 2005-06

(ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

-1 اے ڈی پی نمبر2110 تعمیر بقیہ سیوریج سکیم جیٹھ بھٹہ چک نمبر4/Pیو سی جیٹھ بھٹہ، تخمینہ لاگت-/2000000

-2 اے ڈی پی نمبر3580 تعمیر سیوریج سکیم ریاض کالونی جیٹھ بھٹہ تخمینہ لاگت-/3786000

سال08-2007

(ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

-3 تعمیر نالی وسیوریج موضع ظاہر پیر یو سی ظاہر پیر تخمینہ لاگت-/2000000

(ب) منصوبہ نمبر1 تا2 مکمل ہو چکے ہیں اور چالو حالت میں ہیں۔ منصوبہ نمبر3 جاری ہے اور جلد مکمل ہو جائے گا۔

(ج) نوانکوٹ شہر میں سیوریج سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے تعمیر کرنے کے بعد اس سکیم کو یوزر کمیٹی کے سپرد کر دیا جو کافی عرصہ تک اسے چلاتی رہی۔ سیوریج سکیم اب ناکارہ ہو چکی ہے۔ اس بابت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خانپور کے پاس کوئی فنڈ نہ ہیں۔ اس بابت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ہی صحیح بتا سکتا ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ رحیم یار خان کی جانب سے گزشتہ پانچ سالوں میں ایک منصوبہ برائے تنصیب سیوریج سکیم چاچڑاں شریف09-2008 حلقہ پی پی۔288 تحصیل خان پور بذریعہ سڑک گورنمنٹ گرانٹ شروع کیا جو کہ زیر تکمیل ہے۔ اس منصوبہ میں ڈسپوزل ورکس آر-سی-سی سیور"9"15 قطر و پمپنگ مشینری شامل ہیں۔ پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ / پبلک ہیلتھ انجینئرنگ رحیم یار خان نے مالی سال09-2008 میں صرف ایک منصوبہ چاچڑاں شریف کیا جس کی تخمینہ لاگت مبلغ3.172 ملین روپے ہے۔ یہ منصوبہ بذریعہ ڈسٹرکٹ گرانٹ زیر تکمیل ہے جو کہ رواں مالی سال10-2009 میں مکمل ہو گا۔ بشرطیکہ مکمل فنڈز فراہم ہوں۔ پرانے اور Non-Functional سسٹم کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا!traditionally یہ چل رہا ہے کہ جب بھی کسی محکمہ سے متعلق سوالات ہوتے ہیں تو.Secretary is not available آج گاڑیوں کا نیلام ہو رہا ہے.And Secretary is there ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ اسمبلیimportant ہے یا گاڑیوں

کی نیلامی important ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ starting from Question No 1 سارے جواب غلط ہیں اور لوگوں نے protest کیا ہے. Why are we being insulted like this. اگر سوال کا جواب نہیں دینا ہے تو پھر سوال جواب ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ تین سال کے بعد سوال کا جواب آتا ہے، وہ بھی غلط ہوتا ہے اور سپیکر صاحب بار بار اس چیز پر ruling دے چکے ہیں کہ سیکرٹری اور باقی سٹاف ادھر ہونا چاہئے۔ آخر کار یہ ادھر ایسا کیوں نہیں ہوتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی جو ہاؤس کے سامنے بات آئی ہے جس میں غلط جواب آیا ہے۔ اس پر میں نے کہا ہے کہ کل ہی اس کا درست جواب دیا جائے کیونکہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ ہاؤس کی sanctity کو مدنظر رکھتے ہوئے، supremacy of Parliament کو سامنے رکھتے ہوئے اگر اس طرح کے غلط جواب دے گا تو ان کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔ کل جو جواب دیں گے

اور پھر بھی اگر کوئی بات غلط آتی ہے تو پھر اس ہاؤس کے پاس پورا اختیار ہے کہ اس پر کارروائی کرے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ کل اس کی ایک example قائم کریں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد توجہ دلاؤ نوٹس ہیں۔ سب سے پہلے رانا تنویر احمد ناصر صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 472 ہے۔

مانانوالہ شیخوپورہ، ڈکیتیوں کی وارداتوں کی تفصیلات

472: **رانا تنویر احمد ناصر:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک موقر روزنامہ کی خبر مورخہ 06-07-2010 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 04-07-10 کو تقریباً 9:30 بجے رات شیخوپورہ فیصل آباد ایکسپریس روڈ پر مانانوالہ یوٹرن کے قریب دس ڈاکوؤں نے رکاوٹیں کھڑی کر کے بسوں، کاروں اور ویگنوں کو روک کر عوام سے لاکھوں روپے نقد، زیورات، موبائل فون اور دوسرا سامان لوٹ لیا، جبکہ مزاحمت کرنے

پر متعدد مسافروں کو زخمی بھی کیا اور کئی گاڑیوں کے نہ رکنے پر فائرنگ کر کے ان کے شیشے بھی توڑ دیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکوؤں نے تھانہ مانانوالہ کی پولیس گاڑی پر بھی فائرنگ کی اور بعد ازاں موقع واردات سے پیدل فرار ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل بھی اسی مقام پر ڈاکوؤں نے ناکہ لگا کر اسی طرح واردات کرتے ہوئے عوام الناس کو لوٹا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے چندماہ سے ضلع شیخوپورہ میں امن و امان کی صورتحال انتہائی خراب ہو چکی ہے اور کرائم کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے، حکومت غریب عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اس بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 04-07-2010 کو تقریباً 10 بجے رات شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر مانانوالہ یوٹرن کے قریب چھ سات ڈاکوؤں نے کسی رکاوٹ کے بغیر سڑک پر کھڑے ہو کر ہوائی فائرنگ کر کے دو کاروں نمبری LEF 6511, FDS 2244 کو روکا اور ان سے نقدی، موبائل فونز اور زیوارات چھین لئے لیکن کسی مسافر نے مزاحمت کی اور نہ ہی کوئی مسافر زخمی ہوا اور گاڑیاں بھی محفوظ رہیں۔ جس پر ملک شاہین عادل ولد امانت علی قوم ککے زئی سکنہ 9 لاثانی ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 296/2010 بجرم 395ت پ تھانہ مانانوالہ درج رجسٹر ڈ ہوا۔

(ب) یہ غلط ہے کہ ڈاکوؤں نے تھانہ مانانوالہ کی پولیس گاڑی پر فائرنگ کی بلکہ پولیس تھانہ مانانوالہ وقوعہ کی اطلاع پا کر فوری طور پر موقع پر پہنچی اور اسی اثنا میں پٹرولنگ پولیس علی آباد بھی موقع پر پہنچ گئی۔ نامعلوم ڈاکوؤں نے پولیس کو دیکھتے ہی ہوائی فائرنگ شروع کر دی اور تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ نامعلوم ملزمان کا تعاقب بذریعہ کھوج کیا گیا جو قصبہ فیصل ٹاؤن پہنچا جہاں سے دو کس مسمیان محمد یٰسین ولد اصغر علی قوم جٹ

سکنہ گلی نمبر 3 فیصل ٹاؤن مانانوالہ، اعظم ولد عبدالخالق قوم جٹ سکنہ فیصل ٹاؤن مانانوالہ کو مشکوک جان کر شامل تفتیش کیا۔ interrogation جاری ہے اور امید ہے کہ یہ کیس جلد workout ہو جائے گا۔

(ج) غلط ہے۔

(د) یہ غلط ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں امن وامان کی صورتحال مکمل کنٹرول میں ہے اور عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے شب و روز موبائل گشت، سٹریٹ گشت، دیہاتی گشت اور ناکہ جات ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اور ضلعی پولیس ہر وقت امن وامان کو برقرار رکھنے اور کسی بھی ناخوش گوار واقعہ سے نمٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ ابھی Call Attention Notice کا ٹائم ہے میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ داتا دربار والے incident پر اپوزیشن کی طرف سے ایک Call Attention Notice جمع ہوا ہوا ہے، اس سے بڑی tragedy نہیں ہو سکتی، میری گزارش ہے کہ اس دن ٹائم نہ ہونے کی وجہ سے یہ take up نہیں ہو سکا۔ شاید رولز یہ اجازت نہ دیتے ہوں کہ ایک بات پر دوبارہ Call Attention Notice دیا جائے لیکن اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے لہذا اس پر جو بھی پیشرفت ہوئی ہے مہربانی فرما کر اس بارے میں ہاؤس کو مطلع کیا جائے کہ اس بارے میں کیا ہوا ہے۔
I will be very grateful if you could suspend the related rules for this.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے بڑی جائز اور مناسب بات کی ہے۔ جس دن next Call Attention Notice کا وقفہ ہو گا میں اس دن سانحہ داتا گنج بخش کے متعلق مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک submission اور بھی ہو گی کہ Call Attention Notices are addressed to the Chief Minister لہذا آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب کو میری گزارش ہو گی کہ وہ اس Call Attention Notice کا جواب خود آ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let the Treasury Benches decide بالکل ٹھیک بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ جس ضلع کو اشتہاریوں، مجرموں، ڈکیتوں کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہو اس ضلع میں امن و امان کی صورتحال کیسے بہتر ہو سکتی ہے؟ میں نے کسی اور جگہ کی بات نہیں کی بلکہ میں نے اپنے ذاتی گاؤں کی بات کی تھی۔ دنیا کا کوئی ایسا crime نہیں ہے جو میرے گنگ گاؤں میں نہیں ہوتا۔ پورے پنجاب کا کوئی ایسا اشتہاری نہیں ہے جس نے ضلع شیخوپورہ میں پناہ نہیں لی ہوئی۔ وہاں پر تو بڑے بڑے ایم این اے بھی کلاشن کوف لے کر دندناتے پھرتے ہیں تو یہ کیسی امن و امان کی صورتحال ہے؟ ابھی یہاں ایس پی صاحب بیٹھے تھے میرے خیال میں جتنی بُری حالت ضلع شیخوپورہ میں ہے اتنی اور کہیں نہیں ہے وہاں آئے دن قتل ہوتے ہیں، آئے دن وہاں چوریاں ہوتی ہیں، آئے دن وہاں راہگیروں کو لوٹا جاتا ہے لیکن میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ میرے بھائی کیسے مطمئن ہو گئے؟ کیا یہ لاء منسٹر صاحب سے اتنا ڈر گئے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب جب اپوزیشن میں بیٹھا کرتے تھے تو اس وقت واقعی لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے اور مجھے اپنے بھائی پر فخر تھا۔ یقین کریں میں ہمیشہ کہتی تھی کہ میں نے کبھی بھی کسی آدمی کو اتنا خوبصورت بولتے نہیں دیکھا لیکن پتا نہیں اب آپ لوگوں نے انہیں یہاں بٹھا کر ان کے ساتھ کیا کیا ہے اور میرے بھائی کا وہ رعب اور دبدبہ بھی ختم کر دیا ہے؟ میرے بھائی نے اسی floor پر دو سال پہلے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان ملزموں کو پکڑوں گا جس سے ایک بہن بیوہ ہوئی جس کے بچے یتیم ہو کر دربدر پھر رہے ہیں۔ اس کے گھر پر ڈاکوؤں کا قبضہ ہے اس کی زمین پر لوگوں کا قبضہ ہے لیکن میں اس کے بعد صرف اس لئے نہیں بولی کیونکہ فائدہ کچھ نہیں اور میرے بھائی میں وہ طاقت نہیں رہ گئی وہ جرأت نہیں رہ گئی جس کا کبھی وہ مظاہرہ کرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے ویسے ہی اس موضوع کو ختم کر دیا لیکن آج مجھے پھر افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ ضلع شیخوپورہ کی حالت پر رحم کیا جائے۔ رانا صاحب راجپوت ہیں لیکن ضلع شیخوپورہ میں راجپوتوں کی جو بُری حالت ہے وہ آج تک کبھی بھی نہیں ہوئی اس لئے کہ لاء منسٹر راجپوت ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پرائیویٹ کمپنیوں کا پرائیویٹ منی لینڈنگ کے ذریعہ مجبور لوگوں کو لوٹنا

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ایک دو بار پہلے بھی floor پر یہ بات کی ہے کہ پرائیویٹ منی لینڈنگ بڑھتی جا رہی ہے اور اب لوگ ان کے ہاتھوں سے مارے جا رہے ہیں اور قتل کئے جا رہے ہیں۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ Prime Time میں ٹیلیویژن پر اچھرہ کے کچھ جیولرز add دے رہے ہیں، ان کے نمبر میرے پاس موجود ہیں کہ گولڈ گاڑی اور against پیسا لے لیں۔ خوفناک بات یہ ہے کہ یہ کام 60 سے 70 فیصد سود پر ہو رہا ہے۔ لوگ مارے جا رہے ہیں ان کا فیملی silver لوٹا جا رہا ہے۔ میں چھ سات مہینے پہلے اس پر ایک تحریک التوائے کار لایا تھا آپ نے مہربانی کی تھی اور وہ تحریک التوائے کار کمیٹی کو گئی، محسن لغاری صاحب بھی اس میں ممبر تھے ہم نے اس میں بڑی کوشش کی لیکن آج تک کچھ نہیں کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ جو latest Sherlock Homes ہیں میں جان کر یہ لفظ استعمال کر رہا ہوں، خدا کے لئے حکومت اس کا کچھ کر لے۔ پچھلے دنوں ایک سبزی والے کو جسے سبزی منڈی کے آڑھتی نے قرضہ دیا تھا انہوں نے اس کے گھر آ کر اسے قتل کر دیا۔ یہ جو گھروں اور پراپرٹی کے against قرضہ لیا جا رہا ہے ان کے بچے رُل رہے ہیں۔ یہ سٹیٹ بنک رولز کی بھی خلاف ورزی ہے، ویسے بھی ایکٹ کی خلاف ورزی ہے لہذا اس کا کچھ نہ کچھ کر لیں۔ اب تو یہ اتنا بڑھ گیا ہے چونکہ لوگوں کی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ یہ دس لاکھ کی گاڑی پر چار لاکھ روپے قرض لے لیتے ہیں، ایک کروڑ کے گھر پر چالیس پچاس لاکھ روپے لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ law جانتے ہیں پھر کیا حال ہوتا ہے، یہ جا کر specify performance کا دعویٰ کرتے ہیں، اس کے پاس تو کچھ نہیں ہوتا نتیجتاً وہ آ کر بیان دیتا ہے اور یہ اسے پانچ دس لاکھ اور دیتے ہیں، یہ اس طریقے سے لوٹ مار ہو رہی ہے۔ میرے پاس نمبر تک موجود ہیں اور میں نے یہ سارا خود note کیا ہے۔ یہ ایشیا گولڈ اچھرہ کے نام سے add آ رہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ monitory laws نکال کر دیکھ لیں کہ جب تک سٹیٹ بنک اجازت نہ دے تو کوئی دس ہزار روپے

قرض نہیں دے سکتا لیکن ہم اتنے خاموش ہیں اور ان ظالموں کو کام کرنے دے رہے ہیں۔میرے پاس ان کے فون نمبر تک ہیں یہ گاڑیوں، گولڈ اور گھروں کے against قرضہ دیا جا رہا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ نہ کچھ کر لیں کہ پرائیویٹ منی لینڈنگ نہیں ہونی چاہئے۔ بوتلوں، سگریٹ اور پان والی دکانوں پر بیٹھ کر پیسا دیا جا رہا ہے۔پہلے یہ لوگ ڈرتے تھے لیکن اب تو یہ prime time میں ٹیلیویژن پر add دے رہی ہے اور لوگ اس سے مارے جا رہے ہیں اور ان کے بچے رُل رہے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! مجھے تھوڑا سا یاد پڑ رہا ہے کہ پچھلی اسمبلی میں پرائیویٹ منی لینڈنگ بل پاس ہوا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی پچھلی اسمبلی میں پرائیویٹ منی لینڈنگ بل آیا تھا لیکن میرے خیال میں وہ اتنا comprehensive نہیں تھا جو اس بات کو بھی cover کرے جس کی نشاندہی شیخ صاحب نے کی ہے۔ دیکھیں! ایک آدمی کو ضرورت ہوتی ہے وہ ضرورت کے تحت اپنی free will سے اپنی کسی چیز کا اقرار نامہ کر لیتا ہے یا اس کی رجسٹری کروا دیتا ہے پھر وہ اس جال میں پھنس جاتا ہے۔ اب اس کو کس طرح سے روکا جائے، یہ کافی complicated سی صورتحال ہے لیکن اگر محترم شیخ صاحب اس پر کوئی پرائیویٹ ممبر بل لائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اسے accommodate کریں گے اور اگر اس پر کوئی proper legislation ہو جائے جس سے اس چیز کو روکا جا سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے کو بہتر کرنے کے لئے اور ایسے لوگوں کی مدد کرنے کے لئے یہ اس ایوان کی ایک بہت بڑی پیشرفت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مناسب بات ہے۔شیخ صاحب! واقعی اس پر کام ہونا چاہئے۔ سندھو صاحب! میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ پہلے شفیق صاحب بات کر لیں، پھر سندھو صاحب بات کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی شخص بھی اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کسی سے بھی پیسے ادھار لے سکتا ہے اور property دے سکتا ہے لیکن شیخ علاؤالدین صاحب نے بتایا ہے کہ Prime T.V پر جس طرح سے اشتہار دیا جا رہا ہے وہ legal نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر قانونی طریقے سے private طور پر کوئی دھندا کرتا ہے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن یہ تو باقاعدہ طور پر

T.V پر اشتہار دے رہے ہیں کیا یہ legal ہے، کیا اس بارے میں قانون اجازت دیتا ہے، اگر قانون اجازت نہیں دیتا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ضرور کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے State Bank کے rules کے مطابق تو کوئی اس طرح سے اشتہار دے کر ایسا کام نہیں کر سکتا۔ وزیر قانون صاحب! Kindly ذرا آپ اس کو ضرور دیکھ لیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ دیکھیں، لاء منسٹر بہت law جانتے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ یہ violation ہو رہی ہے۔ میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ بھی سمجھ جائیں گے اور سارا ہاؤس بھی سمجھ جائے گا۔ State Bank کے rules کے تحت کوئی بنک 19 فیصد سے زیادہ interest نہیں لے سکتا۔ یہ چکر کیا چلاتے ہیں؟ یہ انشورنس، godown charges اور دوسرے charges کو ملا کر اپنے interest کو increase کرتے ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہاں پر 60 سے 70 فیصد interest پر business ہو رہا ہے جو کہ ظلم عظیم ہے۔ وزیر قانون صاحب نے درست بات کہی ہے کہ یہ between the two persons contract ہے لیکن ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ welfare of the public کیا ہے، لوگوں کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ آپ بھی جانتے ہیں، میرے منہ سے کچھ اور نہ نکل جائے کہ یہ بدلوگ کس طرح سے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اس کے اندر ایک طریقہ ہے کہ حکومت ایک window قائم کرے، حکومت لوگوں کو ایک toll free number دے کہ جو لوگ اس دھندے میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اس نمبر پر رپورٹ کریں کہ ہم سے اس percentage کے حساب سے پیسے واپس لئے گئے ہیں۔ کم از کم ان کو کوئی تو خوف ہو گا کہ حکومت کے علم میں آئے گا۔ ہم سٹیٹ بنک کو کہہ دیں گے۔ اگر صرف سٹیٹ بنک کو اطلاع دے دیں کہ یہ private money lending on this charge ہو رہی ہے تو پھر سٹیٹ بنک ان کو نہیں چھوڑے گا۔ جب سٹیٹ بنک پکڑے گا تو پھر ان لوگوں کا حشر ہو جائے گا۔ ہم صرف ایک ٹول فری نمبر دے دیں تاکہ ہمارے پاس اس حوالے سے شکایات آ جائیں۔ لوگ اپنی عزت کے مارے بتاتے ہی نہیں ہیں۔ لوگ مر بھی رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کا سب کچھ ختم بھی کر رہے ہیں۔ ہم ہندو ساہو کاروں کو تو ایسے ہی روتے ہیں۔ میں نے ہندو ساہو کاروں کے بارے میں بہت پڑھا ہے۔ ہندو ساہو کار لال کتاب پر دو

،اڑھائی یا تین فیصد سے زیادہ interest پر کام نہیں کر تا تھا۔یہاں تو یہ 60/70 فیصد پر کام کر رہے ہیں۔ہم کہاں کے مسلمان ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!شیخ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔جس حد تک agreement کی بات ہے تو Any agreement which is against the law, is absolutely void. ایسے agreement کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔بہر حال یہ ایک جرم ہے۔جس طرح شیخ صاحب نے T.V اشتہار کی بات کی ہے اگر میرے بھائی وزیر قانون صاحب مناسب سمجھیں تو Prosecutor General کو یہ direct کریں کہ اگر واقعی یہ غلط کر رہے ہیں تو پھر ان کو prosecute ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!میرے حلقہ میں آج کل ایک بہت problem بنا ہوا ہے۔ویسے normally تو ہم پولیس کے خلاف ہی باتیں کرتے ہیں کیونکہ ہمارا concern human liberty کے ساتھ ہوتا ہے اور ہم زیادہ aggrieved پولیس کے متعلق ہوتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ محکمہ آبپاشی پولیس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔آپ یقین کریں کہ میرے حلقہ کے تقریباً سارے موگوں پر محکمہ آبپاشی کے افسران کی مرضی سے پانی چوری ہوتا ہے،ان کی مرضی سے ہی موگے توڑے جاتے ہیں اور پھر جب پرچہ درج کروایا جاتا ہے تو وہ بھی بے گناہ لوگوں کے خلاف درج ہوتا ہے۔یہ ایک anomaly ہے جو کہ آپ کی توجہ کی طالب ہے۔میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر قانون صاحب سے بھی گزارش کروں گا کیونکہ وزیر آبپاشی صاحب تشریف نہیں رکھتے کہ اس معاملے کو خصوصی طور پر دیکھا جائے۔میں نے سنا تھا کہ اس حوالے سے شاید کوئی enactment بھی ہو رہی ہے۔جس میں سزائیں بڑھائی جا رہی ہیں۔وہ بھی اچھی بات ہو گی لیکن سب سے پہلے یہ ہے کہ محکمہ اس کے لئے responsible ہے اور محکمہ کے آفیسرز S.D.O and X.E.N کی مرضی سے یہ پانی چوری ہوتا ہے۔خصوصی طور پر میرے حلقہ رسول کا XEN بڑا corrupt ہے۔اسی طرح XEN کیرانہ ڈویژن بھی کرپشن میں پیچھے نہیں ہے تو kindly اس بارے میں action لیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم ذرا ہاؤس کا business بھی ختم کر لیں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ممبر کمیٹی

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010(Bill No.8 of 2010)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر25، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون صاحب!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس تحریک کو بے شک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ صوبہ کے تمام صوبائی cadre کے پی سی ایس افسران نے 11۔ جولائی سے ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔ اس ہڑتال کی وجہ سے صوبہ میں دفتری نظام disturb ہو گا اور عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ افسران نے یہ بھی دھمکی دی ہے کہ وہ استعفٰے دے دیں گے، چیف سیکرٹری کے دفتر کو تالا لگا دیں گے۔ اس ہڑتال کی وجہ ان کی ترقیوں کے case کو التواء میں رکھنے اور ان کو صوبہ میں کوٹا کے مطابق posting نہ دینا بتایا جاتا ہے۔ اس وقت پنجاب کے تمام Secretaries and Commissioners ڈی ایم جی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور ڈی ایم جی افسران ان کی ترقی کے cases کو دبائے ہوئے ہیں۔ اس اہم اور فوری مسئلہ پر غور کیا جائے۔ ان کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے ایوان کی کمیٹی بنائی جائے جو کہ ان سے مذاکرات کرے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر399/2010 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شاہ صاحب!

ہجویری یونیورسٹی لاہور کا پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری کے بغیر کلاسوں کا اجراء اور ڈگری جاری نہ کرنا

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ہجویری یونیورسٹی لاہور کو پنجاب اسمبلی سے PBLIX-2002 کے تحت چارٹر ملا تھا لیکن یہ شرط تھی کہ وہ الیکٹریکل انجینئرنگ، ٹیلی کمیونیکیشن یا جو بھی انجینئرنگ کی Degrees ہیں وہ اس وقت تک جاری نہیں کر سکے گی جب تک مذکورہ یونیورسٹی پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری نہیں لیتی لیکن یونیورسٹی نے حکومت پنجاب اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کی واضح ہدایات اور احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 2006 سے انجینئرنگ کی کلاسز شروع کر دیں اور اب بے چارے سٹوڈنٹس جو دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں، جو انتہائی غریب ہیں، جن کے والدین اپنی جمع پونجی بیچ کر اپنے بچوں کے اخراجات پورے کر رہے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے روزگار کمانے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے بڑھاپے میں سہارا بنیں گے اور اپنے ملک و قوم کی خدمت کریں گے انہیں ڈگریاں جاری نہیں کی جا رہیں چونکہ یونیورسٹی کے پاس ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ یونیورسٹی نے داخلہ کرتے وقت سادہ لوح طالب علموں سے سراسر جھوٹ بولا کہ ہم نے پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری لی ہوئی ہے۔ ان کلاسز کے آٹھ سمسٹر تھے اور ہر سمسٹر کی فیس 60 ہزار روپے ہے لیکن یونیورسٹی نے فراڈ کرتے ہوئے آٹھ سمسٹر کی بجائے نو سمسٹر بنا دیئے ہیں اس کے باوجود بھی طالب علم اپنے گھر بار کا سب کچھ لٹا کر، اپنی زندگی کے قیمتی سال ضائع کر کے بھی ڈگری کے حصول سے محروم ہیں۔ اس یونیورسٹی میں ان مظلوم بچوں کی تعداد کم از کم چھ سو ہے۔ اس کا مطلب یہ نہ ہے کہ صرف چھ سو بچے suffer کر رہے ہیں بلکہ پنجاب اور پاکستان کے چھ سو خاندان لٹ گئے ہیں اور اب ان کا مستقبل تاریک ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ ہجویری یونیورسٹی کے اس ظلم و زیادتی، فراڈ اور لوٹ مار سے پورے پنجاب کی عوام میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Adjournment Motion کا جواب میری فائل میں موجود نہیں ہے، آپ Education Minister صاحب کو حکم فرما دیں وہ اس وقت تو House میں موجود نہیں ہیں، وہ کل یہاں آکر اس تحریک کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے اورEducation Minister صاحب کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ کل House میں آ کر اس تحریک کا جواب دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس House کے سامنے عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے پہلے بھی تحاریک التوائے کار کی صورت میں private school systems کے حوالے سے اپنی گزارشات اسمبلی میں پیش کیں ان تحاریک کو بھی دانستہ طور پر "نکرے" لگا دیا گیا۔ اس وقت Education Sector میں اتنی لوٹ مار مچی ہوئی ہے کہ private schools میں Group Play کے بچوں سے 30/30,40/40 ہزار روپے فیسیں وصول کی جا رہی ہیں۔ اگر اس حوالے سے یہاں کوئی بات ہو تو گورنمنٹ کی طرف سے یہی جواب آتا ہے کہ آپ Members' Day Private پر ایک بل لے آئیں تو ایک عام MPA کے پاس کوئی کلرک ہے، کوئی سٹینو ہے اور نہ کوئی ٹائپسٹ ہے، کوئی چیز ہی نہیں ہے اسے اپنے علاقے کے اتنے مسائل ہوتے ہیں کہ وہ بے چارہ سارا دن انہی کے لئے دھکے کھاتا رہتا ہے جبکہ گورنمنٹ کے پاس پوری مشینری ہے اس پر سنجیدگی سے غور کریں کہ چھ سو بچوں نے 2006 میں اس پرائیویٹ یونیورسٹی میں داخلے لئے تھے، انہیں ڈگریاں نہیں مل رہیں، اگر وہ دوبارہ کسی یونیورسٹی میں داخلہ لیتے ہیں تو وہ فیسیں بھی دوبارہ ادا کریں گے اور پھر جب تک ان کی تعلیم مکمل ہو گی تب تک وہ overage ہو جائیں گے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر ہمدردانہ غور کر کے اس مسئلے کو حل کرائیں اور انہیں ڈگریاں جاری کروائیں۔ اس پر کوئی ایسی قانون سازی ہو جائے کہ آئندہ کوئی ایسا شخص تعلیم کے نام پر کسی غریب کو لوٹ نہ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات صحیح ہے یہ بڑا important issue ہے۔ کل وزیر ایجوکیشن صاحب یہاں آ کر اس پر بات کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 421/2010۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے
کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک

مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لبرٹی چوک میں پی ایچ اے نے کروڑوں روپے کی زمین پلازہ مالک کے حوالے کر دی۔ مالک نے چند برس قبل زمین کرایہ پر حاصل کی تھی، اب پارکنگ بنالی، زمین واپس کرنے سے صاف انکار، پی ایچ اے کے افسران نے آنکھیں بند کر لیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ پی ایچ اے نے لبرٹی چوک لاہور میں کروڑوں روپے مالیت کی زمین چند ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر دینے کے بعد زمین بااثر پلازہ مالک کے حوالے کر دی جس نے زمین پر پارکنگ بنالی اور زمین واپس کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ذرائع کے مطابق کئی برس قبل لبرٹی چوک میں کثیر المنزلہ پلازہ کی تعمیر کے لئے پی ایچ اے کی گرین بیلٹ کرائے پر حاصل کی گئی تھی تا کہ یہاں تعمیراتی سامان رکھا جا سکے مگر بعد ازاں پلازہ مالک نے پی ایچ اے افسران کی ملی بھگت سے اس زمین کا کرایہ بھی ادا کرنا بند کر دیا۔ تین سال قبل ٹی ایم او گلبرگ ٹاؤن نے اس زمین کے معاہدے کی بنیاد پر یہ کہہ کر زمین خالی کرانے کی کوشش کی کہ پلازہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے مگر زمین کا قبضہ پی ایچ اے افسران کی عدم دلچسپی کی وجہ سے واپس نہ مل سکا مگر پی ایچ اے حکام اس بارے میں دانستہ طور پر آنکھیں بند کر چکے ہیں۔ لبرٹی چوک میں تینوں اطراف گرین بیلٹ موجود ہیں مگر کثیر المنزلہ پلازہ کے آگے گرین بیلٹ اب غائب ہو چکی ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق اس جگہ کی قیمت 25 کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اسے next week تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیر غور تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/422۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں اضافہ، دہشت گردوں میں شامل ہونے کے خدشے پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک

مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق بھکاریوں میں دہشت گردوں کے شامل ہونے کا خدشہ۔ شہر بھر میں بھکاریوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ، بعض نامانوس زبانیں بولتے ہیں۔ راولپنڈی میں ٹریفک اشارے پر بھکاری نے لیفٹیننٹ کو قتل کر دیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں بھکاریوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ سے شہریوں کا بازاروں میں خریداری کرنے اور ٹریفک سگنل پر گاڑی کھڑی کرنا تک بھی دشوار ہو گیا ہے۔ بھکاریوں میں سندھی، ہندکو، اردو سمیت پاکستان میں ہر زبان بولنے والے شامل ہیں۔ بھکاریوں نے شہر کے مختلف حصے بانٹ رکھے ہیں۔ بھکاری اب -/10 روپے سے کم کا نوٹ قبول بھی نہیں کرتے جبکہ -/5 روپے کا سکہ ناک منہ چڑھا کر قبول کر لیا جاتا ہے۔ بھیک مانگنے کا ایک نیا طریقہ family کی شکل میں بھیک مانگنے کا ہے۔ Family کی شکل میں بھیک مانگنے والے یہ افراد اب ہاتھوں میں پلے کارڈ اٹھائے لوگوں کو متوجہ کر کے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ لاہور کے شہریوں نے کہا ہے کہ بھکاریوں میں دہشت گردوں کے شامل ہونے کے 100 فیصد امکانات موجود ہیں کیونکہ نامانوس زبانیں بولنے والے بھکاری کون ہیں اور کہاں سے آئے کسی کو کچھ بھی پتا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی کو کوئی خبر ہے کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے، کہاں سے آتے ہیں اور شام ہوتے ہی کدھر چلے جاتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھکاریوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کے ٹھکانوں، ان کی رہائش گاہوں اور ان سے تعلقات رکھنے والوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور ان کے بارے میں موجودہ سنگین حالات کے پیش نظر ان کے متعلق تمام تر کوائف کو اکٹھا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی next week تک pending فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کی زیر غور تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 423/10۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں

پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق پہلی جماعت کے لئے چھ کتابیں اور تین قاعدوں کا کورس نو کتابوں کے 960 صفحات بنتے ہیں۔208 دنوں میں بچے یہ صفحات کیسے cover کریں گے۔ تفصیل کے مطابق حکومت پنجاب کی طرف سے پہلی جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے جو کورس منتخب کیا گیا ہے اس میں چھ کتابیں اور تین قاعدے شامل ہیں جس میں اردو کا قاعدہ پہلا قدم، دوسرا قدم اور تیسرا قدم شامل ہے جبکہ دوسری کتاب اول ریاضی، سائنس، General Knowledge اور انگلش کی کتاب شامل ہیں۔ انگلش میڈیم سکولوں کے لئے Step-1 ہوگی، قاعدے سمیت ان تمام کتابوں کے 960 صفحات بنتے ہیں۔ پہلی کلاس کا بچہ انگریزی اردو کے علاوہ ریاضی، General Knowledge، سائنس کیسے پڑھے گا اور ان 960 صفحات کو کیسے cover کرے گا جبکہ سال میں موسم گرما کی اور private schools میں 104 ہفتہ اتوار کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ سردیوں کی 15 اور مختلف تہواروں عید، بڑی عید، عید میلادالنبی ﷺ وغیرہ کی چھٹیاں بھی 15 ہوتی ہیں۔ اگر ان چھٹیوں کو جمع کیا جائے تو 209 چھٹیاں بنتی ہیں، اگر سال کے 365 دنوں میں سے 209 چھٹیاں نکال دی جائیں تو باقی صرف 156 دن بچتے ہیں جبکہ سرکاری سکولوں کے بچے 208 دنوں میں 960 صفحات کیسے cover کریں گے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیر غور تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 426/10۔ محترمہ سیمل کامران کی ہے--- تشریف نہیں رکھتیں، تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 427/10۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے--- تشریف نہیں رکھتے، تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 429/10۔ محترمہ آمنہ الفت!

مصطفیٰ روڈ سنگھ پورہ لاہور چار سال سے زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مصطفیٰ روڈ سنگھ پورہ لاہور جو کہ شہر کی مصروف ترین روڈ ہے وہاں تقریباً چار سال قبل پوری روڈ کو کھود کر بڑے manholes ڈالے گئے تھے۔ manholes ڈالنے کے بعد ان پر صرف مٹی ڈال دی گئی اور سڑک کی کوئی تعمیر و مرمت نہ کی گئی جس کی وجہ سے وہ روڈ انتہائی غیر ہموار اور وہاں گہرے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ عرصہ چار سال سے وہاں کے مکینوں، ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ بالخصوص جب وہاں کے کسی رہائشی کو کوئی حادثہ یا ایمرجنسی پیش آ جائے تو اس روڈ سے گاڑی وغیرہ گزرنے سے مریض کی حالت انتہائی سنجیدہ ہو جاتی ہے اور ہسپتال پہنچنے تک یہ روڈ بہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اس روڈ کے ارد گرد گنجان آبادی اور سکول بھی ہیں جہاں طلباء کو بھی شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز کچی روڈ پر ٹریفک گزرنے سے ہر وقت مٹی دھول اڑتی رہتی ہے جو گھروں کے مکینوں اور مسافروں کو بیماری کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ چار سال سے وہاں کے رہائشی شدید ذہنی کرب میں مبتلا ہیں ان میں بالخصوص اور باقی عوام میں بالعموم غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے اگلے ہفتہ تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 431/10 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ جی، کرنل صاحب!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون

(۔۔۔جاری)

LT. COL. (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Sir, I move that the business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is that on 4th May 2010 at about 16:30 hrs while the undersigned was on his way to Kahuta city. Somebody from the THQ Kahuta called and told me that a body of a young murdered boy is lying at the Hospital for the last 5-6hrs and Doctors are not carrying out postmortem. On reaching the hospital I found that the relatives of deceased including women were veiling/ complaining against the behavior of Doctor/Police. They were also complaining that Doctor/Police were using delaying tactics to extract money. I intervened and after a lot of resistance Doctor started with Postmortem. Next day I had reported the matter to DCO and CPO Rawalpindi about the unbecoming conduct of Doctors and Police. To save their skin with connivances of Police/Doctor a fictitious FIR had been lodged against the undersigned. After this incident flood of calls to the undersigned from the people of PP-2 to air their grievances against Doctors and hospital staff of THQ Kahuta. I am amazed that on such state of affairs nobody in the Tehsil/District level has taken action. The lower staffs of the hospital and Doctors are teamed up and are involved in criminal activities. An individual from the hospital lowers staff went to Canada in 1994 and reportedly convicted there on drug charges and came back to Pakistan in 1998/99. There is no breakage in his service record. The clerk has reportedly been drawing his pay during his absence for 4 years. THQ hospital has turned into a gambling den of Kahuta city. Liquor is smuggled in the hospital ambulance. An individual from the hospital staff is running medical store in front of the hospital. The license is reportedly is on his name which is against the rules/norms of service. Reportedly, individuals from the lower staff of the hospital are living

beyond their means, having houses in Bahria Town and driving luxurious expensive vehicles. Most of the doctors/staff are local and serving in the hospital since long. Other irregularities include. Doctors/staff of the hospital do not provide ambulance to the patient referred to Rawalpindi. Instead force the patient to hire private ambulance and get their share from them. If, at all the ambulance of the hospital is provided, they charge Rs.800 for Rawalpindi, where turn around distance is not more than 100KM. The Govt. charges are very less. Affairs of THQ Hospital Kahuta are so bad that people especially ladies do not go there for treatment. Dr Qazi Mansoor a Doctor from THQ Hospital Kahuta had been serving on two Govt. appointments (Punjab and Federal). On detection, he simply resigned from Punjab Govt. post but no punitive action has been initiated against him. It is, therefore, requested that discussion on my Adjournment Motion be allowed declaring the same in order.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتہ تک pending کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس دفعہ Business Advisory Committee میں جو rules form ہوئے ہیں ان کے پیش نظر جو تحاریک التوائے کار last sessions سے pending چلی آ رہی تھیں وہ ساری kill ہو گئی ہیں اس لئے یہ تحاریک التوائے کار انہی دنوں میں موصول ہونے والی ہیں جس وجہ سے ان کے جوابات میں محکموں کی طرف سے تاخیر ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر410/10 ملک عادل حسین اترا صاحب کی ہے،وہ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سکیورٹی اہلکار جو اس سخت گرمی کے موسم میں اور دہشتگردی کے خطرات کے باوجود اسمبلی کے باہر چوک سے نہ صرف ہم لوگوں کو receive کرتے ہیں اور عزت و تکریم کے ساتھ اندر لے کر آتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ اسمبلی سے متعلقہ معاملات سپیکر چیمبر میں discuss کریں تو زیادہ بہتر ہے۔یہ بات آپ ادھر کر لیں،ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔بہت شکریہ

اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Motion under Rule 244-A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997......

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ بہتر نہیں ہو گا کہ کورم پورا ہو جاتا تو پھر ہم legislation کرتے۔میں آپ کی opinion مانگ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!محسن لغاری صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا اور اس ترمیم پر میری محسن لغاری صاحب سے بات ہوئی ہے اس پر تو میرے خیال میں انھیں اعتراض نہیں ہونا چاہئے،جب اعتراض والا کام شروع ہو گا تو انشاءاللہ اس وقت کورم پورا ہو جائے گا۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کورمpoint outکرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورمpoint outہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: سرکاری کارروائی میں آج درج ذیلBillاور قواعد میں ترمیم کی تحریک شامل ہیں:

Motion Under Rule 244-A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 5 of 2010), The Punjab Land revenue (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 9 of 2010), The Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009 (Bill No. 29 of 2009) and The Women University Multan Bill 2010 (Bill No. 4 of 2010).

Now notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules. Now we take up the motion for leave to amend Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law has given notice of motion for leave to amend the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. He may move it.

قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148(I) میں ترمیم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

> "That leave be granted to move the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> "That leave be granted to move the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

The proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, in rule 148, in sub-rule (1), entries at serial No.18, name of the committee and department, under respective columns, shall be substituted by the following:

On serial No.18, Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs Departments:

(i) Law and Parliamentary Affairs

(ii) Public Prosecution

(iii) Human Rights and Minority Affairs

Since the motion has not been opposed. Minister for Law may move his motion for consideration of the proposed amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

> "That the proposed amendment in sub-rule(1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law may move his next motion for passage of the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

> "That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be passed."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 5 of 2010). Minister for Law may move it.

مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

> "That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the

Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Ch. Zahir-ud-Din Khan or any mover may also move it.

MRS. AMNA ULFAT: Thank you Sir. I move:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the

Standing Committee on Excise and Taxation, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس پر بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس Bill کو مشتہر کرنے کے لئے ہم نے جو amendment move کی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور Immovable Property Tax سے relevant یہ ایک ایسا subject ہے جس کا direct عوام کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کو مشتہر کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس سے لوگوں کی رائے بھی لے لی جائے اور اُن تک بھی یہ بات پہنچ جائے کیونکہ اگر ہم اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں تو obviously عوام کی بات کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان سے ہم ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جس میں عوام کی رائے شامل نہ ہو۔ اس چار دیواری میں اسمبلی کے اندر بیٹھ کر اگر کوئی فیصلے ہوتے ہیں اور عوام کو اس کی آگاہی نہیں ہوتی یا ان کی رائے شامل نہیں ہوتی یا ان کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ ہم ان کی تقدیر کے کیا فیصلے کرنے جا رہے ہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عوام کے comments آ جائیں کیونکہ عوام کے بھی کچھ مسائل ہیں۔ میں مشتہر کرنے کے حوالے سے جو بات کر رہی ہوں تو میرا دوسرا point یہ ہے کہ definitely یہ سوال اٹھایا جائے گا کہ یہ بل Standing Committee سے ہو کر آیا ہے اور اس پر بات ہو چکی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ Standing Committee چند ارکان پر مشتمل ہے اور وہ چند ارکان بیٹھ کر جب ایک بات کر لیتے ہیں تو اس کو بہتر طریقے سے اگر ہم رائے عامہ ہموار کر لیں اور مشتہر کر کے لوگوں کی رائے لے لیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھا solution اور اچھی بات ہو گی۔ ہماری اس amendment کو اگر Bill میں شامل کر لیتے ہیں تو یہ اتنی بڑی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس کو oppose کرنے کی ایسی کوئی ضرورت ہے۔ وزیر قانون صاحب ایک چیز جب لانا چاہتے ہیں تو اپوزیشن بھی آپ کے ساتھ ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے اس ایوان میں positive کام اور بات یہاں سے جانی چاہئے۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ

ترمیم اتنی بڑی بات ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ اس ترمیم کو ضرور اس بل میں شامل کیا جانا چاہئے اور میری یہ humble request ہے کہ اگر اس طریقے سے مشتہر کر لیا جائے تو عوام کی آراء بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں تشریف رکھنے والے ممبران کی توجہ چاہتی ہوں اگرچہ یہ دیکھنے میں ایک چھوٹی سی clause نظر آ رہی ہے لیکن یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ لکھا یہ گیا ہے کہ جب ہم valuation list بناتے ہیں یا کسی بھی زمین کی قیمت کا rate مقرر کرتے ہیں تو اس سے براہ راست عوام اپنی پلاننگ کرتی ہے مثلاً کسی بھی ضلع، کسی بھی جگہ اور کسی بھی موضع میں اگر زمین کی value یا ڈی سی rate ایک لاکھ روپے fixed ہوا ہے تو وہ ڈی سی rate اگر revised ہو تو ایک خاص time period کے بعد revise ہو۔ اس سے پہلے موجود clause-7 میں time پانچ سال fix تھا اور اس کے بعد اس میں variation تین سال یعنی plus minus 3 years کی جا سکتی تھی۔ اب اس ترمیم میں انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ یہ unlimited ہو گا---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بات کر رہی ہیں وہ اگلی ترمیم سے متعلق ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، نہیں۔ ترمیم کی نہیں بلکہ بات فلاسفی کی ہے اور اسی جملے پر اپنی بات ختم کروں گی۔ فلاسفی یہ ہے کہ لوگوں کو اس میں کیوں دلچسپی نہیں ہونی چاہئے؟ فلاسفی یہ ہے کہ جب دو valuation list کے درمیان وقفے کو آپ unlimited time کے لئے amend کر رہے ہیں تو لوگوں کے لئے یہ بڑا important ہے کہ وہ اپنی پلاننگ کیسے کریں گے؟ مثلاً اگر ایک رات کے لئے اچانک یہ rate list revised ہو پھر اس کے بعد دوبارہ وہی قیمت کر دی جائے اور چند لوگ اس کا مفاد اٹھا لیں تو اس طرح کسی ایک کمپنی کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا direct concern ہے کہ انہیں inform کیا جائے اور اسے unlimited time نہ کیا جائے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ لوگوں کی رائے لی جائے کہ کیا انہیں uncertainty منظور ہے۔ اسے اتنے مشکل الفاظ میں لکھ کر جب amend کیا جا رہا ہے تو آخر انہیں یہ پرائیویٹائزیشن بل کے بعد اچانک پراپرٹی پر اس قسم کی unlimited اور uncheck لانے کی ضرورت کیا

ہے ؟لوگوں کو پتا ہونا چاہئے تا کہ حکومت کی نیک نامی ہو، بدنامی نہ ہو اور اس میں حکومت کی malafide ہے اور نیت خراب نہیں ہے اور لوگوں کو plan کرنے کا حق ہے اس لئے ان سے پوچھا جائے کہ کیا ڈی سی rate کو revise کرنے کا انہیں پتا ہے ؟اس پر ایک بہت بڑا public debate invite کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ یہ لوگوں کی جائیدادوں کی بات ہے، یہ ان کی زمینیں خریدنے کی بات ہے اور اس پر اچانک اس طرح time لا محدود نہ کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے لوگوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتی ہوں کہ اتنا "لکا چھپی" کر کے یا چند ایک لوگوں کے درمیان میں بیٹھ کر اس بل کے دل کے اندر ایک valve بدل دیں گے تو خون کا راستہ تو پھر کچھ اور ہی بن جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم ہے کہ لوگ اس پر بات کریں اور یہ چند لوگ جو صرف حکومت پر ہی مشتمل ہیں وہ اس ترمیم کو لا کر اپنی نیت کو malafide کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میں استدعا کروں گی کہ اس میں ہماری عزت اور لوگوں کی پلاننگ کا بھی سوال ہے کہ valuation list کے درمیانی وقفہ کو اس طرح کرنا اور تین points آگے ترامیم میں ہم بحث کریں گے، اس پر public opinion انتہائی ضروری ہے لہٰذا اسے مشتہر کرنے کے لئے آپ اسے move کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز اراکین نے جن اعتراضات کو اس ترمیم کے حوالے سے اٹھایا ہے تو ان پر کمیٹی نے کافی غور و خوض اور ان چیزوں کو چیک کیا ہے اور ایک set constitutional طریق کار اور procedure کے مطابق legislation کے لئے اس قسم کے اشتہار یا مشتہر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 as recommended by the standing committee on Excise & Taxation be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from: Ch Zahir-Ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj----

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اسے withdraw کرتے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You withdraw. As this amendment has been withdrawn the amendment moved and the question is

> "That the Punjab urban immovable property tax (amendment) bill 2010 as recommended by the standing committee on Excise & Taxation be consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE - 2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

Now clause 2 of the Bill is under consideration, there are three amendments in it.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir I move:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation in the proposed Para (a) after the expression "cancel the list", occurring in line 4, the expression "and shall inform the competent Authority accordingly who may" be inserted.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation in the proposed Para (a) after the expression "cancel the list", occurring in line 4, the expression "and shall inform the competent Authority accordingly who may" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس clause میں cancel the list کے بعد لکھا ہے کہ the direct preparation of a new list اس میں کوئی پتا نہیں ہے کہ کون direct کرے گا؟ اس وقت جو چیز exist کرتی ہے کہ جس وقت یہ valuation list cancel ہو کر نئی بنتی ہے تو اس Law کی clause vi میں لکھا ہے کہ assessing authority اسے revise کرے گی۔ اس اتھارٹی کا بھی کوئی "گول مول" سا لکھا ہوا ہے There shall be an assessing authority یہاں پر specify کرنا بہت ضروری ہے کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو اس ڈی سی او rate کو revise کریں گے۔ ڈی سی او ایک ضلع کا انچارج ہوتا ہے اور غالباً یہ اس کے preview میں point کرتا ہے کہ شاید ڈی سی او اس rate list کو change کرے گا لیکن وہ نائب تحصیلدار اور پٹواری کے level تک جاتا ہے اور اس میں ایک انتہائی بڑا ظلم لوگوں سے ہوتا ہے کہ پتا ہی نہیں چلتا کہ کون اس rate list کو revise کر رہا ہے اور اس کا جو دل چاہے قیمت لگاتا ہے۔ جب تک

اس صوبہ اور اس ضلع کی competent authority کا یہاں ذکر نہیں ہوگا اس cancel the list یا نئی list لکھنے کا تو کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔ پراپرٹی خریدنے میں جہاں سب سے زیادہ لوگوں کو لوٹا جاتا ہے وہ یہ area ہے کہ جب آپ valuation list یا زمین کی قیمت لگانے لگتے ہیں تو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرتے ہیں مثلاً پرائیویٹائزیشن بل کے مطابق اب چولستانوں کی زمینیں فروخت ہونے چلی ہیں۔ اگر اس کی valuation کچھ بھی لگا دیں، سستی خرید لیں اور اس کے نیچے سے سونا نکل آئے، competent authority آخر کون ہے؟ DCOs کو جو کہ ویسے ہی ہم لوگ کہتے ہیں کہ ایک پولیٹیکل سسٹم کو overthrow کر کے DCO کو Administrator لگایا ہے۔ ان DCOs کو تو آپ نے بہت powerful کر دیا۔ DCO کی مرضی کہ وہ اپنے ایریا میں نائب تحصیلدار، پٹواری اور یہ change جسے assessing authority میں بھی define نہیں کیا گیا اس amendment میں کسی بھی جگہ اس lacuna کو fill نہیں کیا گیا، اس میں اس کی کمی چونکہ آج آپ اس بل میں ساتویں کلاز لے آئے ہیں اس جگہ پر بھی اگر define کر دیا جائے کہ Competent Authority is the only one جو ان قیمتوں کو یا ریٹ لسٹ کو تبدیل کر سکے تو غریب پر بڑا بھلا ہوگا۔ لاہور کی مثال لے لیں، اتنے موضع جات ہیں، تین سو پچاس موضع جات ہیں اور دو جگہ پر یہ divided ہیں، کنٹونمنٹ اور باقی کے جو ایریا ہیں ان پر بھی Who is the authority جو اس کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں؟ فی کنال، فی ایکڑ اور فی مرلہ اور کون گھٹا دیتے ہیں؟ یہ competent authority اس جگہ پر اس لئے ہم لانا چاہ رہے ہیں کہ اس پورے بل میں یہ چیز missing ہے اور یہ بڑا ضروری ہے۔ جس بندے نے اس کی قیمت لگانی ہے اس کو assessing authority کہہ کر ایک مبہم بنا دیا گیا اور اس میں تو mention ہی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے آپ لسٹ cancel کر رہے ہیں ایک جگہ کا DCO یا نائب تحصیلدار یا پٹواری اٹھتا ہے اور اچانک لوگوں کو پتا چلتا ہے کہ اس پراپرٹی کی قیمت زمین سے آسمان تک چلی گئی ہے اور لوگوں کی پہنچ سے بہت دور چلی گئی ہے، یہ کن کو نوازنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے؟ کیا ان قیمتوں کو اس لئے بڑھایا جاتا ہے کہ ایک خاص لوگوں کی کلاس وہ ایکڑ کی ایکڑ زمینیں خرید لیں اور بہت زیادہ امیر ہو جائیں؟ امیروں کو امیر کرنے کا فائدہ اس طرح allowed نہیں ہو سکتا۔ یہ چیز واضح طور پر اور میں اس معاملے میں بڑی clear ہوں کہ جتنا لوگوں کا نقصان اس سے ہوا ہے کہ بغیر کسی competent authority کے، بغیر کسی

defined اور transparent system کے جب یہ DCO ریٹ کو بڑھایا یا گھٹایا جاتا ہے۔ یہ گھٹاتے بھی ہیں، کسی دن اچانک گھٹ گیا جس کو پتا ہے اس نے خرید لیا۔ یہ چیز بالکل غلط ہے۔ Valuation list سب کے لئے ہونی چاہئے تاکہ لوگ plan کر سکیں۔ نہ کہ صرف چند لوگ اس چیز کا advantage اٹھائیں اور مہنگی چیز کو سستا خریدیں، اگلے دن اس کی valuation list کی قیمت بڑھائیں اور پھر اس کو مہنگے داموں بیچیں۔

جناب والا! یہ پراپرٹی کا بالکل core اور crux معاملہ ہے۔ جب آپ کسی کی قیمت لگانے کے لئے کوئی competent authority یا defined authority یا کسی کو responsible ہی نہیں بناتے تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ جی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اب کیا کریں؟ آپ لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ ہم ایوان میں اس لئے بیٹھے ہیں کہ یہاں عوام کی بات کی جائے لیکن unfortunately اس amendment کے بغیر یا competent authority یا assessing authority کی proper definition کے بغیر یہ لسٹیں cancel کرنا اور دوبارہ قیمتیں لگانا ایک ایسی سازش ہے جس کی responsibility اس گورنمنٹ پر آئے گی کیونکہ آج اگر ہمت کرکے یہ amendment لے ہی آئے ہیں یا اس کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو اتنی important چیز کو اس جگہ پر insert کرنا انتہائی ضروری ہے۔ Check and balance کے بغیر بالکل شتر بے مہار کسی کو بھی چھوڑ دینا specially جب اب privatization بل آ چکا ہے اور آپ لوگوں نے بھی کہہ دیا کہ ہم نے گورنمنٹ پراپرٹی بیچنی ہے، مال روڈ کا جی او آر بیچنا ہے، گورنر ہاؤس بیچنا ہے یا چولستان کی پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار کی لاٹیں بیچنی ہیں، وہ کون نواب ہوں گے جن کو evaluation list یا اس کی proper قیمت لگائے بغیر خریدنے کی اجازت دی جارہی ہے؟ یہ انتہائی serious مسئلہ ہے اور اس کو اتنا lightly لے کر اور اتنی آسانی سے جلدی جلدی بلڈوز کرکے یا brood vote force کے ذریعے سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی نکال لیا ہے۔ آج اگر اس ایوان میں یہ discuss ہو رہا ہے تو میں ان سب ممبران سے یہ پرزور اپیل کروں گی کہ اس بات کو سوچیں، یہ اپنے لوگوں کا کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اپنے حلقہ اور اپنے ضلع کے لوگوں کی غربت کو مٹانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں کہ اتنا important بل جس میں جائیداد کی خرید و فروخت اور پھر سرکاری جائیداد کی خرید و فروخت بھی indirectly آتی ہے، اس کو اس طرح بغیر check and balance اور بغیر کسی اتھارٹی کے دے دیا

جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب لوہے کا سکریپ بکتا تھا اور وہاں گوادر کے پورٹ پر اترتا تھا تو اچانک اس کی ریٹ لسٹ تبدیل ہوتی تھی اور کسی ایک کو فائدہ ہوتا تھا۔ اب یہ دوبارہ ہو گا یہ پراپرٹی کے ساتھ دوبارہ ہو گا۔ اس سے بڑا ظلم یہ حکومت نہیں کر سکتی کہ اگر اس نے اپنے آپ کو transparent اور اپنی respect کو سامنے رکھ کر لوگوں کا confidence جیتنے کا یہ موقع ہاتھ سے جانے دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ابھی تو میں نے آپ کی بات پر لاء منسٹر سے پوچھنا ہے کہ گورنر ہاؤس کب بک رہا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بھی بات کر لیں پھر بعد میں لاء منسٹر بات کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس میں کوئی اتنی لمبی چوڑی بات نہیں ہے، ایک سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ اس میں جو کہا گیا ہے کہ:

After the expression cancel the list occurring in the line.

4. The expression and shall inform the competent authority accordingly who may be inserted.

ذرا سے colon, semi colon and full stop مقصد کو بدل دیتے ہیں۔ Legislation کرتے ہوئے تو چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ معنی کچھ کے کچھ نہ ہو جائیں۔ میرے نزدیک تو اس میں پورے کا پورا جملہ ہی missing ہے۔ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اس سے غلط معنی نکالے جا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میری ایک گزارش سن لیں۔ یہاں پر جب آپ oppose کرتے ہیں یا اپنی amendment لے کر آتے ہیں تو کوشش کیا کریں کہ اس پر kindly repetition نہ ہو۔ اس کا بنیادی concept یہ ہوتا ہے جب legislation ہوتی ہے تو جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں ان کی بات پہلے بات کرنے والے ممبران سے different ہو اور repetition نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اس سے کوئی علیحدہ بات ہے تو kindly وہ آپ ضرور کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بالکل علیحدہ بات کر رہی ہوں اور میں meaning کے تبدیل ہونے کی بات کر رہی ہوں اور ہمیں legislation میں گنجائش نہیں چھوڑنی چاہئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کوئی بھی portion، کوئی بھی نکتہ، کوئی بھی colon, semi colon نہیں چھوڑنا چاہئے۔ چہ جائیکہ اس کا کل کو کوئی اور مطلب نکل آئے۔ اس میں جو کہا گیا ہے کہ فوری طور پر list cancel کے بعد اس کو مجاز اتھارٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس کو inform کیا جائے تاکہ اس میں کچھ اور کرنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ یہ چیز قانون میں شامل ہو، یہ چیز legislation کے اندر لکھی ہوئی ہو تاکہ وہ approved شکل میں موجود ہو۔ اسے کوئی یہ نہ کہہ سکے، کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے کہ اس کا تو مجاز اتھارٹی کا inform ہی نہیں کیا گیا، پوری کی پوری سابقہ لسٹ ہی cancel ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اس کو اپنی مرضی سے کیونکہ قانون میں تو اس کی گنجائش موجود ہے، قانون تو اس پر چپ ہے، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چھوٹی سی کلاز ہے جو بہت important ہے اگر اس کو وزیر قانون صاحب، کیونکہ وہ قانونی باریکیوں کو ہم سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں اور آپ بھی قانون دان ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نصیر صاحب! اگر آپ نے بات کرنی ہے تو باہر لابی میں جا کر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میری گزارش یہ ہے کہ اس کو شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کو سوچ لیا جائے۔ اس سے کسی بھی خرابی کا راستہ بند ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے پہلے بتا دیا کریں کہ کس کس معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے جو اس کو تبدیل کیا ہے میں تمام معزز ممبران کے سامنے اس کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ آپ اس میں دیکھیں کہ اس سے بہتر sense بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ اس میں جو ابھی جملہ amend کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:

Reduce or extend interval which would otherwise is a lapse between the coming into force of any two

successive valuation list for any rating area or wherever valuation list has been lost or destroyed

اور ہم نے یہ کہا ہے کہ:

By operation of circumstances beyond the control, cancel the list and shall inform the competent authority who may

کون آرڈر کرے گا نئی لسٹ کو بنانے کے لئے ؟ وہ competent authority ہو گی جو نئی لسٹ بنانے کے لئے کہے گی۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ:

Competent authority directs the preparation of a new list and order recovery of pending text to be made on the basis either of the last receiving valuation list of the new list

کسی اتھارٹی نے جاکر direct کرنا ہے کہ وہ نئی لسٹ بنائے اور ساری چیزیں recover کرے۔ مجھے اس کے اندر جو سمجھ آئی تھی وہ یہ کہ کسی چیز کو refer نہیں کیا گیا کہ کون یہ سارا کچھ کرے گا؟ وہ appropriate اس کو refer کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ میں نے پڑھ دیا ہے اگر کسی دوست، بھائی بہن کو اس کی سمجھ آتی ہو تو ہمارے ساتھ ووٹ کرے، اگر حکومت کے ساتھ جیسے آئے اس طرح ووٹ کرنا ہے تو ایسے ووٹ کر لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ جو لغاری صاحب نے بات کی ہے یہ دراصل amendment Bill ہے جو کہ ہم Immovable Property Tax میں کر رہے ہیں۔ Immovable Property Tax Act کی ایک کلاز کو ہم amend کر رہے ہیں اور جو Act ہے اس میں competent authority پہلے سے define ہے اور اس competent authority نے ہی اس Act کے تحت کام کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! دوسری جو میری بہن ڈاکٹر صاحبہ نے بات کی ہے انہوں نے کہا کہ پراپرٹی بک جائے گی، پراپرٹی سستی ہو جائے یا پراپرٹی مہنگی کر دی جائے گی۔ یہ صرف پراپرٹی ٹیکس کے لئے assessment ہوتی ہے، اس میں بکنے اور بیچنے والی بالکل کوئی بات نہیں ہے اور خواہ مخواہ انہوں نے اس میں اپنی زیادہ مغزماری کی ہے اور توانائیاں صرف کیں ہیں۔ ویسے ان کا ذوق اور شوق شاعری سے متعلق بھی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہی عرض کرتا ہوں کہ:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پورے original law کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ ماشاءاللہ خود law knowing ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔
It is the knowledge of the law.

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ جو بھی ایکٹ بنتا ہے اس میں باقاعدہ ایک ڈیپارٹمنٹ اور اس ڈیپارٹمنٹ کا Head سیکرٹری ہوتا ہے that means government اور گورنمنٹ اس ایکٹ کے تحت rules بناتی ہے اور ان rules کے تحت ان purposes کو regulate کیا جاتا ہے اس لئے جو پراپرٹی ٹیکس ایکٹ ہے اس میں already competent authority defined ہے، یہ صرف ایک کلاز ہے جس میں amendment ہو رہی ہے۔

MR.DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause (2)of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation in the proposed Para (a) after the expression" cancel the list" Occurring in line 4, the expression “and shall inform the competent authority accordingly who may” be inserted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, after the proposed Para (a) the following proviso be added
>
> "Provided that the valuation list shall be prepared for fixed period of three years."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation after proposed Para (a) the following proviso be added.
>
> "Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری جو یہ amendments ہیں میں پھر سے ان کو refer کرتا ہوں۔ اس میں ہمیں جو کہا گیا ہے کہ وہ authority کرتی ہوتی ہے۔اسی ہی لاء کا جو آرٹیکل(6) ہے۔

There shall be in assessing authority for every rating area but no way does it define what this assessing authority will be

ہم تو لاء ڈیپارٹمنٹ کے یا اتنے بڑے وکیل نہیں ہیں اور ہم تو اس وقت common sense کے ساتھ کر رہے ہیں۔

The assessing authority shall exercise such power in performing such duties and are conferred to it by this Act of the rules made there after There under sir.

اس میں کہیں پر بھی assessing authority کو define نہیں کیا گیا۔ اور میں پھر سے اس جملے کو ایک دفعہ پڑھ کر bore کروں گا۔ ہم اس کے end جو کر رہے ہیں ہم یہ کر رہے ہیں کہ:

Reduce or extend interval which would otherwise have aliased between coming into force of any two successive valuation list for any rating area or where valuation has been lost or destroyed by operation or circumstances beyond control cancel the list.

ہم نے پہلے کہا تھا کہ وہ خیر اب اتھارٹی کو آپ نے vote out کر دیا۔ Direct the preparation of a new list ابھی تک ہمیں اس میں یہ سمجھ نہیں آیا کہ:

Who will direct this thing list in order recovery?

پھر ہم نے اس میں کہا کہ:

"Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

جیسا کہ لاء کے شروع والے point کے اندر ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں اس چیز کو ایک چیز پر fix کر دیا جائے کہ valuation ایک خاص period کے بعد ہو اور یہ taxation کی بات ہے۔

I wish Excise and Taxation Minister was here.

کاش! وہ اس کو اتنی اہمیت دیتے کہ ان کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق لاء پاس ہو رہا ہے تو وہ اس وقت یہاں پر ہوتے تو جس وقت یہ valuation کرنی ہے حکومت نے اس سے revenue generate کرنا ہے تو اس کو کسی fix period کے لئے رکھیں اور ہر تین سال کے بعد ہم کہہ رہے ہیں کہ اس کی revaluation کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک 1950 revaluation میں اور آج 2010 میں ساٹھ سال کے بعد ہم اسی پر چل رہے ہیں۔ اسی ڈیفنس میں جب کسی زمانے میں پانچ لاکھ روپے کی ایک کنال زمین ہوتی تھی اور آج ڈیڑھ کروڑ روپے کی فی کنال زمین ہے۔ اسی گلبرگ میں 1950 میں چند سو روپے کے حساب سے فی کنال رقبے خریدے گئے تھے اور اب کروڑوں روپے کے حساب سے فی کنال ہے۔ پس اس چیز سے avoid کرنے کے لئے یہ گورنمنٹ کا revenue loss ہوتا ہے اس وقت ہمارے ملک کے اندر سب سے بڑا مسئلہ ہے، ہمارا tax generate نہیں ہو رہا اور revenues generate نہیں ہو رہے تو اس چیز کو avoid کرنے کے لئے ہم نے اس کو تین سال کے عرصہ کے لئے fix کرنے کی درخواست کی ہے۔ اگر ہماری بات logical لگے تو مہربانی کر کے ہمارے ساتھ ووٹ کر لیں اور اس میں پارٹی لائن کے frame of mind سے نکل آئیں تو بہت بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی بات کر دوں کہ میرے بھائی محسن لغاری صاحب کافی محنت کرتے ہیں تو طریق کار یہ ہوتا ہے اور میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں نے بھی کئی سال اسی جگہ بیٹھ کر یہی کام کیا ہے جو محسن لغاری صاحب کر رہے ہیں۔ دراصل جب کوئی amendment bill ہو تو اس میں جو parent bill ہوتا ہے اس کو دیکھا کرتے ہیں۔ ہم جو clause(2) میں amendment لے کر آئے ہیں۔ اس کا جو section(7) ہے اس کی جو

clause(1) ہے اس میں already یہ پانچ سال کے لئے fix ہے جو یہ تین سال کے لئے کروانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناءاللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ سات آٹھ سال میں انہوں نے میرے شاعرانہ ذوق کو recognize کیا۔ انہی کی خاطر ایک شعر عرض ہے کہ:

سنتے نہیں ہیں شیخ نئی روشنی کی بات
انجن کی ان کے کان میں اب بھاپ دیجئے

انہوں نے میری عرق ریزی کو دیکھ لیا پہچانا شکریہ
انہوں نے کہا ذکر نہیں ہے فسانے میں حالانکہ فسانہ ہی یہی ہے

جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے میرے بارے میں دو باتیں کہہ کر اس بات کی جو actual problem ہے اس کو کیسے آئیں بائیں شائیں کر دیا لیکن شاید اگر انجن کی بھاپ کام دے گئی تو میرا اگلا پوائنٹ یہ دیکھیں گے۔ انہوں نے یہ amendment میں لکھا ہے کہ reduced or interval extend اور original میں لکھا ہوا ہے کہ reduced by period not exceeding three years. ویسے یہ پانچ سال کے لئے fix تھا۔ دو valuation list کے درمیان کا جو period تھا وہ پانچ سال کے لئے fix تھا اس کے بعد اس کے اندر لکھا ہے کہ:

Provided that the government may by order. Reduced by a period not exceeding three year or extend by period not exceeding three year.

یعنی کہ plus minus three years کو اگر کریں تو دس سال، آٹھ سال پر محیط یہ وقفہ بن جاتا ہے جس میں valuation list جو revise ہوتی تھی یہ پرانے یا parent bill میں لکھا ہوا ہے۔ اب یہ amendment لا رہے ہیں کہ اس کو extend or reduced کریں۔ یعنی یہی وہ مسئلہ ہے جس کی بات میں کر رہی ہوں۔ اگر آپ ایک دن کے بعد اس کو review کریں، extend or reduced کر دیں تو ایک دن کے لئے آپ ریٹ اوپر نیچے کر دیں

تو ٹیکس کا لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان اور نفع ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز کی قیمت ایک روپیہ ہے اور اس کا ٹیکس دو پیسے ہے تو اس کی جب ایک لاکھ قیمت ہو گی تو ٹیکس بھی اس حساب سے آگے جائے گا۔ یہ tax evasion اس لئے ہوتی ہے جب ہم اپنی اصلی قیمت چھپاتے ہیں۔ یہ انتہائی بڑی سازش ہونے چلی ہے۔ جب already یہ چیز موجود ہے کہ پانچ سال fixed ہیں اور extend ہو سکتے ہیں بلکہ اس کو three years پر لائیں۔ جس تیزی سے روپے کی قیمت گرتی ہے، جس تیزی سے inflation ہو رہی ہے، جس تیزی سے ان کے ڈالر کی قیمت تبدیل ہوتی ہے اس کے بعد US Dollar کی قیمت static نہیں ہے یہ لوگ اس چیز پر hold نہیں کر سکے ان کے ڈالر کا ریٹ کہاں چلا گیا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو value ہے چاہے وہ ڈالرز میں گنیں یا روپے میں گنیں جب اس کی اصلی والی value estate ہو گی تو اس پر اس کے accordingly tax لگے گا۔ آپ ایک چیز لکھ رہے ہیں کہ جب دل چاہے گا ہم اس کو re-value کر لیں گے، جب دل چاہے گا کا کیا مطلب ہے؟ یہ ایک اتنا بڑا جُرم ہونے چلا ہے کہ اس پر سوچیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ عرق ریزی کیوں کی؟ ان کے ممبران بھی مسکرائے، یہاں یہ سُننے کے لئے بھی نہیں بیٹھے ہوئے اور ووٹ کرتے وقت ہاتھ کھڑا کرنے کے لئے آ جائیں گے، یہ کس قسم کی عوام دوستی ہے؟ یہ عوام دوستی نہ ہے، اس عرق ریزی، اس آواز کو یہ دبا تو لیں گے لیکن یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی، اس کو three years پر fix کر دینا چاہئے۔ تین سال کافی ہوتے ہیں، یہ تغیر و تبدل، یہ جو قیمت اوپر نیچے آتی جاتی ہے اس پر tax evasion جو ہوتی ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ انتہائی اہم اور انتہائی serious مسئلہ ہے۔ اس کو اس طرح باتوں میں اُڑا تو دیا جائے گا لیکن یہ وقت یاد رہے، یہ on record رہے کہ اس valuation list کے درمیان اس وقفہ کو free کر دینا اس حکومت کا کام تھا اور یہ ایک بہت ہی serious مسئلہ ہے۔ میں آپ سے appeal کرتی ہوں کہ ان لوگوں کو کہیں کہ یہی اس کو دوبارہ سوچیں، یہی اس کو reconsider کریں۔ میں صرف criticize نہیں کرنا چاہتی، میں صرف یہ کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر جن کے چھوٹے چھوٹے مربعے، زمینیں جو آج کبھی کسی چیز کے لئے خرید ہوتے ہیں اور کبھی کسی چیز کے لئے فروخت ہوتے ہیں اور اس پر tax evasion جو ہو رہی ہے اس کی خاطر in the interest good sense, for the public and the government اس کو دیکھیں۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ اس کو اس طریقے سے کرنا بہت criminal ہو گا، یہ انتہائی غلط قدم ہو گا، آپ بالکل آزاد ہو

گئے ہیں۔ پہلے آپ competent authority کے under نہیں ہیں پھر جس کا دل چاہے گا جب مرضی اس کا مطلب ہے کہ ڈی سی او کے، آپ politicians ہو کر بیوروکریٹ کے ہاتھ میں ایک ایسی authority دے رہے ہیں، which is unforgivable۔ ڈی سی او کو اتنا اختیار دے دینا کہ تیری مرضی بھائی کہ جس وقت مرضی اس کو آگے پیچھے کر لو۔ کوئی competent authority نہیں ہے، time barred نہیں ہے، کوئی چیز نہیں ہے، کوئی دیکھنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ چپ کر کے ہاں، ہاں! یہ بیوروکریٹ کا لکھا ہوا بل ہے، اس کو میں reject کرتی ہوں اور آپ سے appeal کرتی ہوں کہ ان لوگوں کو کہیں کہ اس کو reconsider کریں۔ This has to be reconsiderd. یہ بہت بڑا ظلم ہونے چلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ اُلفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی لمبی چوڑی سائنس نہیں ہے، یہ صرف سمجھنے کی بات ہے۔ یہ چند لفظوں کی بات ہے کہ یہ جو Bill آ رہا ہے یہ سات سال کے عرصہ کے بعد دوبارہ سے آ رہا ہے۔ یہ پانچ سال کے لئے fix تھا اس کے بعد تین سال کے لئے اس میں مزید گنجائش تھی آج وہ تین سال بھی پورے ہو گئے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ اس سات سال کے time frame کے اندر قیمتیں کہاں سے کہاں پہنچی ہیں، کتنی fluctuation ہوئی ہے، آج سے سات سال پہلے کیا حالات تھے، کیا تناسب تھا، مہنگائی کہاں تھی، روپے کی قیمت کہاں تھی، سونا کس ریٹ پر تھا، ڈالر کس ریٹ پر تھا اگر آپ اس کا تقابلی جائزہ لیں تو آپ کو احساس ہو گا کہ آج اس سے کئی گنا زیادہ ڈبل، ٹرپل بلکہ اس سے بھی زیادہ کی ہمیں بات کرنی چاہئے اور سات سال بعد یہ پراپرٹی ٹیکس جس کے اوپر ہم آج بات کرنے جا رہے ہیں، مجھے بتائیں کہ تین سال کا عرصہ یہ ایسی time limit ہے جس کے اندر قیمتوں میں تیزی سے تبدیلیاں آتی ہیں اس میں تین سال کے اندر اندر ایک مناسب ٹائم ہے جس میں آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بھئی! آج کی موجودہ قیمت کے مطابق کیا ہمیں لوگوں سے پراپرٹی ٹیکس لینا چاہئے؟ ہو سکتا ہے کہ اس سے property up ہو جائے۔ یہ بھی possible ہے کہ وہ down ہو جائے تو اس سے لوگوں کو benefit بھی جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ آنے والے وقت میں پراپرٹی اور نیچے آ جاتی، یہ بھی ممکن ہے کہ بہت بڑا boom آ جائے تو اس میں فائدہ گورنمنٹ کو ہے، گورنمنٹ کو اس کا ریونیو ملے گا اور اگر کوئی ایسی چیز

ہوتی ہے کہ بہت زیادہ down ہو جاتا ہے تو عوام بے چاری کیوں suffer کرے؟ پھر اس عرصہ میں بہت ساری نئی چیزیں، بہت سارے پلازے بنتے ہیں۔نئے ٹائم ، نئی قیمتوں کے حساب سے ہی اس کی valuation کرنے کا ایک مناسب وقت ہے اور جب سات سال، پانچ سال کا عرصہ گزر جاتا ہے تو اس میں زمین آسمان بدل جاتے ہیں۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایسا ٹائم فریم fix کرنے کے لئے کہا گیا ہے جو لوگوں کو بھی قبول ہو اور اس میں بہتر decision آ سکے۔ اگر ہمارا پانچ سال کا جمہوری دور ہے، اس کا mid اڑھائی سال بن جاتا ہے یعنی آپ half period میں اس قابل ہوتے ہیں کہ آپ کھڑے ہو کر اس پر مزید فیصلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ repetition نہ کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ تھک گئے ہیں۔ میں بات ختم کر دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، تھکے ہوئے کی بات نہیں ہے۔ یہ rules کی بات ہے کہ جو چیز discuss ہو چکی ہے اس کی repetition نہ ہو اور جو نئی چیز ہو اس کو آپ ضرور discuss کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے نئی بات ہی کی ہے، میرا نہیں خیال کہ میں نے کوئی ایسا جملہ استعمال کیا ہے جس پر پہلے بات ہو چکی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بحث نہ کریں، بہتر ہے کہ amendment پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے بہت مؤدبانہ سی کوشش کی تھی۔ چلیں! میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan) Sir, I have answered.

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a) the following proviso be added:-

"Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: I move,

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a), the following para (aa) be added:-

"(aa) Three official copies of valuation lists shall be placed, one each at Provincial, Divisional and District level so as to safe irreparable loss of the record of valuation lists."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a) the following Para (aa) be added:-

“(aa) Three official copies of valuation lists shall be placed, one each at Provincial, Divisional and District

level so as to safe irreparable loss of the record of valuation lists.”

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اس میں بھی کوئی اتنی زیادہ مشکل بات نہیں تھی اور نہ ماننے والی اور oppose کرنے والی بات بھی نہیں تھی۔ بہرحال وزیر قانون جو ہیں وہ جنگل کے بادشاہ ہیں وہ چاہیں جو مرضی کریں۔ بات یہ ہے کہ valuation list کی تین نقول، اس میں کوئی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے، اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ صرف تین نقول اور اس کی ہر ایک نقل کو صوبائی سطح پر جمع کروا دیا جائے، ایک کو ڈویژنل سطح پر جمع کروا دیا جائے اور ایک کو ضلعی سطح پر جمع کروا دیا جائے۔ اس کا مقصد کیا ہے، ہم کہنا کیا چاہتے ہیں؟ اگر اجازت ہو تو میں اس کی background بتا دوں۔ Suppose ایک جگہ پر آپ کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ خُدانخواستہ کوئی سانحہ پیش آ جاتا ہے، آگ بھی لگ سکتی ہے، کوئی اور واقعہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ مجھے وہ وقت بھولا نہیں ہے جس وقت لاہور پانی میں ڈوب گیا تھا، بہت شدید بارشیں ہوئی تھیں اور House Building Finance Corporation کا سارے کا سارا ریکارڈ ڈوب گیا تھا، اس میں کچہریوں کے ریکارڈ ڈوب گئے تھے، اس میں لوگوں کے بہت سے قیمتی documents ڈوب گئے، پھر لوگ بے چارے سالہا سال پھرتے رہے، ان کو اپنی رجسٹریاں مل رہی تھیں نہ کوئی اور ریکارڈ مل رہے تھے تو اس قسم کی آفات سے کچھ ایسی ناگہانی صورتحال پیدا ہو جائے اس کو destroy ہونے سے بچانے کے لئے کہ آپ کا ریکارڈ محفوظ رہے، lower level سے لے کر اوپر تک اس سے پھر ایک آسانی بھی میسر ہے کہ ہر level پر آپ اسے چیک کر سکتے ہیں، صوبائی سطح پر بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے اور Divisional level پر بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ آسانی بھی ہو گی کہ اس کی تین مختلف دفاتر میں نقول موجود ہوں گی اور اس تک رسائی بھی آسان ہو گی، اس سے آگاہی بھی آسان ہو گی اور کسی بھی ناگہانی آفت سے بچنے کے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ آگ لگ سکتی ہے، کوئی بھی ایسا سانحہ ہو سکتا ہے، آج کمپیوٹر کا دور ہے میں کہتی ہوں کہ آپ ہر چیز بھی کر دیں لیکن ہم اس چیز سے انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی چیز اگر destroy ہونے پر آ جائے تو پھر کمپیوٹر بھی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے ہمیں اس چیز پر یقین رکھنا چاہئے کہ ہمیں اپنے اس سسٹم کو، ریکارڈ کو زیادہ سے زیادہ safe کرنے کی

ضرورت ہے۔ جب اتنی بڑی بڑی چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں، اتنے بڑے بڑے کام ہو رہے ہوتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے ریکارڈ رکھے جا رہے ہوتے ہیں تو اس کو پھر اتنی بڑی سطح پر organized کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک سسٹم کو proper طریقے سے organized کرنا ہے۔ نچلی سطح سے لے کر اوپر تک اس کے تمام objects کو سامنے رکھا جائے، اس کے منفی پہلو بھی سامنے رکھے جائیں اور اس کے جو مثبت پہلو ہیں ان کو بھی سامنے رکھا جائے۔ ہمارے قوانین کے اندر یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر ہم بعد میں پچھتاتے ہیں کہ اس میں یہ خرابی ہو گئی ہے کیونکہ ہم پہلے سے سوچتے ہی نہیں ہیں۔ جس طرح کہتے ہیں کہ think-tanks وہ ایک چیز کو سامنے رکھ کر سوچتے ہیں اور اس کے متعلق سب سے پہلے یہ سوچا جاتا ہے کہ اس کے منفی پہلو کیا ہیں۔ ہم ایک دم سے بیٹھ کر قانون بنا لیتے ہیں، دو دن سے سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی ہو کر آیا اور دو دن میں اسمبلی سے بھی ٹھپا لگا کر کے بغیر کسی بحث اور کسی suggestion کے پاس کر لیتے ہیں۔ ہم اسے مشتہر بھی نہیں کر رہے ہیں، ہم اسے select committee کو بھی نہیں دے رہے اور پھر بعد میں ہم پچھتاتے ہیں۔ جب قوانین میں flaws رہ جاتے ہیں تو اس سے لوگوں کو بچنے کا اور بھاگنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لوگ اپنے آپ کو safe کر لیتے ہیں کیونکہ قانون میں تو اس کی گنجائش ہی نہیں ہے، آپ کس کو پکڑیں گے، کس کو blame کریں گے اور ایک سیدھی سی بات ہو گی کہ ہمارے اوپر تو blame ہی نہیں بنتا اس لئے very first day جب ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں تو مختلف دماغ مل کر اس پر کام کریں۔ یہ ترمیم کیا ہے؟ ہم اپوزیشن ہیں اور ہم نے اس قانون میں وہ چیز نکالی ہے جو کہ گورنمنٹ کی سطح پر شامل نہیں کی گئی اور یہ ایک خطرہ ہے، یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس میں possibility ہے اور destroy ہونے کا خطرہ ہے اس لئے میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہم نے تو آپ کا کام آسان کیا ہے اور ایسی ترمیم جو کہ وقت کے تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہے اور جو آنے والی کسی مشکل سے آپ کو بچا رہی ہوتی ہے۔ اس ترمیم کے شامل ہونے سے تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی مدد ہو رہی ہے اور by document legislation میں بھی شامل ہو جائے گی، Flaw پھر بھی رہ جائے گا لیکن یہ کم سے کم ہو جائے گا۔ سو فیصد کبھی بھی کوئی چیز مکمل نہیں ہو سکتی، کبھی بھی آپ کسی چیز کو مکمل نہیں کہہ سکتے پھر بھی چور راستے رہ جاتے ہیں، غلطیاں رہ جاتی ہیں اور ان غلطیوں کو cover کرنے کے لئے ہی ہم سب لوگ یہاں پر اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس پر سمع

خراشی کی، اس کے ایک ایک لفظ کو پڑھا اور ہم نے اس کو ترمیم کی صورت میں اس قانون میں ڈالنے کی کوشش کی۔ وزیر قانون کو میں سمجھتی ہوں کہ اسے تو کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہئے تھا، اس میں تو کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں۔ میں تو صرف ایک request کر سکتی ہوں، ایک humble request کر سکتی ہوں کہ آنے والے وقتوں میں جب کوئی گڑبڑ ہوتی ہے تو پھر عوام سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہے، مظاہرے کرتی ہے اور اس وقت ہم بالکل بے بس ہوتے ہیں کیونکہ قوانین میں سقم ہوتے ہیں اور ان کے اندر گنجائش ہوتی ہے اور مجرم آسانی سے بچ نکلتے ہیں، ان پر کوئی blame نہیں آ سکتا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم کوئی گنجائش چھوڑیں ہی کیوں؟ ہمیں حتی المقدور کوشش کر کے اس کو ایک مکمل document بنانا چاہئے، کوئی گنجائش کسی بھی level پر نہیں رکھنی چاہئے کہ کل کو ہم اس کو destroy کر دیں یا کوئی اور خرابی جنم لے تو بھی اس پر غور و خوض کر لینا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا ثناءاللہ خان صاحب کی خدمت میں ایک اور شعر عرض ہے جو دو حرفوں میں جواب دے کر بیٹھ گئے۔

ظالم نے اس ادا سے دیا ہے مجھے جواب
میں بھول ہی گیا میرا سوال کیا تھا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے جو دو حرفی جواب ہوتا ہے اس کا بھی مطلب آپ سمجھتی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اچھا اگر اس کی اردو میں کوئی غلطی ہے تو میں withdraw کر لیتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی loose گفتگو میرے منہ سے ہو جائے، اس کو kindly حذف کر دیجئے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اتنا ظلم اور اس ادا سے جواب دے کہ پوری عوام حیران اور تکتی رہ جائے۔ میں محترمہ آمنہ الفت کی مکمل ترین بات کے بعد اس ترمیم پر صرف دو سانحوں کا ذکر کروں گی۔ میں مشرقی پاکستان جیسور میں پیدا ہوئی تھی کیونکہ میرے والد محترم کی ان دنوں بطور آرمی آفیسر وہاں پر posting تھی۔ مجھے وہ irreparable loss یاد ہے کہ جب مشرقی پاکستان ایک بازو ہمارا کٹ کر الگ ہو گیا تھا۔ ایسی

tragedies بھی ہوتی ہیں اور اس میں جو losses and chaos ہوتا ہے وہ بھی ہوتا ہے۔ میری والدہ جموں کشمیر سے belong کرتی ہیں جہاں تباہ کن زلزلہ آیا تھا تو یہ دو دل ہلا دینے والے میری زندگی کے واقعات اس میں شامل ہیں اور اس کا aftermath اور اس کے بعد جو کچھ series میں ہوا اور لگا تار ہوا ایک بہت بڑی اجتماعی confusion ہوئی اس کا یہ جواب ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آج ہم ان valuation lists کی copies ہر level پر رکھیں، اس میں federation بھی لکھا ہونا چاہئے تھا۔ تین نہیں چار لسٹیں لکھی ہونی چاہئیں تھیں لیکن چلو initially تین ہی سہی چوتھی کی ہم amendment لے آئیں گے۔ ایک ایک لسٹ ضلع، ڈویژن اور صوبائی سطح پر in the interest of public ہونی چاہئے تھی۔ یہ لوگوں کی بات ہے، یہ دکھوں کی بات ہے، یہ بازو کٹ جانے کی بات ہے اور یہ زلزلوں کی بات ہے پھر ہم ان لوگوں کو rehabilitate کرنے کے لئے ان کا حق ادا نہیں کر سکتے اور باہر کے ملکوں میں کشکول لے کر جاتے ہیں۔ اگر ہمارے ریکارڈ درست ہوں تو شاید ہم ان losses and chaos کو avoid کر سکیں۔ میں تمام vote کرنے والوں سے اپیل کروں گی کہ بے شک وزیر قانون صاحب اس وقت انچارج ہیں لیکن وہ اگر اپنی good sense سے اس amendment پر vote کریں تو شاید اتنی بڑی بڑی tragedies کا کوئی نہ کوئی مداوا یہ حکومت کر ہی لے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جو ہم نے amendment دی اسی کا ایک جملہ ہے کہ Where valuation list has been lost or destroyed by operation of circumstances beyond control اسی کا ایک safety net کے طور پر کہ ہمارے پاس کوئی something to fall back upon ہو۔ ہم نے ایک ترمیم دی ہے کہ:

> Three official copies of the valuation list shall be placed one as each of the Provincial Divisional and District level. So as to save

مطلب ہے جو issue ہے۔

So as to save this irreparable loss of the record of the valuation list.

نہایت ہی موزوں قسم کی ایک تجویز ہے اور آپ سب سے ایوان کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ ہماری باتوں کو صرف اس بنیاد پر کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں نہ reject کیا جائے۔ بڑی logical سی بات ہے اور آپ کے sense of reasons کو اپیل کرتے ہوئے ہم یہ چیز لاتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: میری آپ سے ایک اور گزارش بھی ہو گی کہ اس سے پہلے کہ ہم اس پر vote کریں میرے خیال میں پہلے اگر ہاؤس کا کورم پورا کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ legislation کی خوبی اور شان اسی میں ہے کہ پورے کورم کے ساتھ قانون سازی ہو۔ Sir I also point out the quorum

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم point out کیا گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کریں۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لئے اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9۔جولائی 2010 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔